مجلس ادارت

۱۔ مولانا سید ابوالحسن علی ندوی　　۲۔ ڈاکٹر نذیر احمد

۳۔ پروفیسر خلیق احمد نظامی　　۴۔ ضیاء الدین اصلاحی

معارف کا زرتعاون

ہندوستان میں سالانہ ساٹھ روپیے　　فی شمارہ پانچ روپیے

پاکستان میں سالانہ ایک سو پچاس روپیے

دیگر ممالک میں سالانہ　ہوائی ڈاک　پندرہ پونڈ　یا چوبیس ڈالر

بحری ڈاک　پانچ پونڈ　یا آٹھ ڈالر

پاکستان میں ترسیل زر کا پتہ :۔ حافظ محمد یحییٰ شیرستان بلڈنگ

بالمقابل ایس ایم کالج۔ اسٹریچن روڈ۔ کراچی

- سالانہ چندہ کی رقم منی آرڈر یا بینک ڈرافٹ کے ذریعہ بھیجیں، بینک ڈرافٹ درج ذیل نام سے بنوائیں :

DARUL MUSANNEFIN SHIBLI ACADEMY AZAMGARH

- رسالہ ہر ماہ کی ۱۵ تاریخ کو شائع ہوتا ہے، اگر کسی مہینہ کے آخر تک رسالہ نہ پہونچے تو اس کی اطلاع اگلے ماہ کے پہلے ہفتہ کے اندر دفتر معارف میں ضرور پہونچ جانی چاہیے، اس کے بعد رسالہ بھیجنا ممکن نہ ہوگا۔
- خط و کتابت کرتے وقت رسالے کے لفافے کے اوپر درج خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔
- معارف کی ایجنسی کم از کم پانچ پرچوں کی خریداری پر دی جائے گی۔

کمیشن ۲۵٪ ہوگا ——— رقم پیشگی آنی چاہیے۔

جلد ۱۵۳　ماہ ذیقعدہ ۱۴۱۴ھ مطابق ماہ مئی ۱۹۹۴ء　عدد ۵

مضامین

مقالات

معارف کی ڈاک

ادبیات

شذرات

۲۰ر اپریل کو دار المصنفین میں اسکی مجلس عاملہ اور مجلس انتظامیہ کے جلسے ہوئے جس میں حضرت مولانا سید ابو الحسن علی ندوی اور مولانا سید محمد رابع ندوی (لکھنؤ)، مولانا محمد سعید مجددی (بھوپال) اور مولانا ابو محفوظ الکریم معصومی (کلکتہ) مرزا امتیاز بیگ و جناب سلمان سلطان (اعظم گڑھ) کے علاوہ جناب سید شہاب الدین دسنوی معتمد دار المصنفین اور یہ خاکسار شریک ہوئے، علی گڑھ سے پروفیسر خلیق احمد نظامی اور پروفیسر ریاض الرحمٰن خاں شروانی، دہلی سے پروفیسر ضیاء الحسن فاروقی اور کلکتہ سے جسٹس خواجہ محمد یوسف اپنی علالت و معذوری کی بنا پر تشریف نہیں لا سکے، مجلس انتظامیہ کے موقر و محترم صدر عالی جناب نواب معظم جاہ بہادر نے بھی اپنے والا نامہ سے شرکت سے معذرت فرمادی تھی قبلہ حکیم عبد الحمید صاحب بھی اپنی گوناگوں مصروفیتوں کی وجہ سے تشریف نہیں لا سکے۔

مجلس عاملہ اور مالیاتی کمیٹی کا مشترکہ جلسہ صبح سے دوپہر تک ہوا اور مجلس انتظامیہ کا جلسہ سہ پہر میں ۵ بجے شروع ہوا اور ۸ بجے شب میں اس کا اختتام ہوا، دونوں جلسوں کی صدارت حضرت مولانا سید ابو الحسن علی ندوی نے فرمائی، ناظم اور معتمد نے دار المصنفین کے مختلف شعبوں کی رپوٹ پیش کی اور اس کے موجودہ حالات و مسائل اور ضروریات سے فاضل ارکان کو باخبر کیا جن پر انھوں نے بڑی توجہ اور ہمدردی سے غور فرمایا اور مفید و صائب مشورے دیے جن سے انشاءاللہ دار المصنفین کے مختلف شعبوں کی کارکردگی بہتر ہوگی، بدلے ہوئے حالات میں دار المصنفین کی ترقی و استحکام اور اس کو مزید موثر و فعال بنانے کی ضرورت پر بھی بحث و گفتگو ہوئی، ارکان نے دار المصنفین کا سالانہ بجٹ منظور کیا، اس کے کارکن اس ہوش ربا گرانی میں جس قدر ایثار و قناعت سے قلیل معاوضے پر کام کر رہے ہیں اس میں محترم ارکان اور خاص طور پر صدر محترم نے اضافہ کی ضرورت محسوس فرمائی تاکہ کارکنوں کے جوشِ عمل اور حوصلے میں کمی نہ آئے اور کسی قدر انکی

پریشانیاں بھی رفع ہوں۔

گرانی جس قدر تیزی سے بڑھ رہی ہے اس کی شرح سے دار المصنفین کے کارکنوں کی تنخواہوں میں جیسا اضافہ ہونا چاہیئے اپنے محدود وسائل و ذرائع کی بنا پر نہ دار المصنفین اس کا متحمل ہو سکتا ہے اور نہ اس کے خدمت گزاروں کو اس کی ہوس ہی ہے، وہ کفاف پر قانع ہو کر اسکی خدمت اور اس سے وابستگی ہی کو سعادت اور مایۂ فخر خیال کرتے ہیں، ان کی خواہش صرف یہ ہے کہ بزرگوں کی یہ عظیم الشان یادگار اور ہندوستان کے مسلمانوں کا ممتاز ادارہ اپنی خوبیوں اور خصوصیات کے ساتھ قائم و دائم رہے اور اس کا فیض سدا جاری و باقی رہے، اس نے جو مستند و محققانہ کتابیں شایع کی ہیں اور آیندہ جن کی اشاعت اس کے پیش نظر ہے وہ برابر چھپتی اور قوم کی پذیرائی سے محروم نہ رہیں، ابھی تک دار المصنفین کا اصلی انحصار اپنی کتابوں کی تجارت ہی پر رہا ہے لیکن اب لیتھو کی طباعت نہ معیاری اور اطمینان بخش ہے اور نہ اس طرح ساری مطبوعات کو بازار میں بعجلت لا دینا ممکن ہے، اسی لیے ان صفحات میں کمپیوٹر مشین کی خریداری کا ذکر کئی بار آچکا ہے، جس پر تقریباً پانچ لاکھ روپے فوراً درکار ہیں، اس زمانے میں اس رقم کا مہیا ہو جانا مشکل نہیں ہے، بشرطیکہ دار المصنفین کی ضرورت اور اس کے مقاصد کی اہمیت کا خاطر خواہ احساس پیدا ہو جائے۔

۹ر اپریل کو علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کورٹ کا جلسہ ہوا، اس میں بجٹ اور ضابطہ کی عام کارروائی کے علاوہ یونیورسٹی کے موجودہ حالات بھی زیر بحث آئے، جو بہت خراب بتائے جاتے ہیں، تعلیم و تربیت کا نظام بھی اطمینان بخش نہیں ہے، داخلوں، امتحانات اور دوسرے شعبوں میں گوناگوں قسم کی بے عنوانیوں کی شکایتیں سننے میں آئیں، راقم عین اجلاس کے وقت پہنچا تھا۔ وائس چانسلر صاحب نے اس کے استفسار پر فرمایا کہ وہ دوسرے دن موجود نہیں رہیں گے ورنہ ان سے ان امور کے بارے میں براہ راست دریافت کرتا، شکایتوں میں ضرور مبالغہ ہوگا، لیکن

یونیورسٹی کیمپس میں پولیس کی مستقل موجودگی، خوف و دہشت کا ماحول اور قتل کے بعض واقعات کا ہونا بہت اذیت ناک امر ہے، مولانا سید احمد ہاشمی اور بعض دوسرے ممبروں نے جب یونیورسٹی کے حالات کو شرمناک بتاتے ہوئے ان پر تشویش ظاہر کی تو انتظامیہ سے تعلق رکھنے والے بعض افراد اور یونین کے عہدیداروں نے نامناسب اور غیر شائستہ انداز میں مداخلت کرکے ان کو روکنے کی کوشش کی، گو بعض شکایت کرنے والوں کا لب ولہجہ بھی اچھا نہیں تھا تاہم ان کی شکایتوں کو غور و توجہ سے سن کر انہیں وائس چانسلر صاحب کو خود مطمئن کرنا چاہیے تھا۔ ان کی موجودگی میں ان کی جانب سے دوسروں کی جواب دہی اور ممبروں کو اظہار رائے سے روکنے کا کیا جواز؟ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی ہندوستان کے سیکولرازم کا نشان اور ہندوستانی مسلمانوں کی سب سے قیمتی متاع ہے، بڑے دکھ کی بات ہے کہ اس کی تباہی و رسوائی میں غیروں کے ساتھ خود مسلمانوں کے ذمہ دار حضرات بھی شریک ہوگئے ہیں۔

۱۱ اپریل کو شعبہ اسلامیات میں اس کے استاذوں ڈاکٹر احتشام بن حسن اور ڈاکٹر ظفر الاسلام کے اصرار پر شعبہ کے سربراہ ڈاکٹر محمد سالم قدوائی کی صدارت میں راقم نے ایک توسیعی خطبہ دیا جس کا موضوع "قرآن مجید کا ایک اسلوب۔ استفہام" تھا، اس میں دوسرے شعبوں کے اساتذہ و طلبہ بھی شریک تھے اور انہوں نے بحث و مباحثہ میں حصہ لیا، ایک روز ڈاکٹر ابوسفیان اصلاحی کے ہمراہ ادارہ علوم القرآن کے دفتر گیا اس کا مختصر مگر ترقی یافتہ کتب خانہ دیکھ کر خوشی ہوئی، یہ ادارہ قرآنی علوم و معارف کی خدمت و اشاعت کے لیے قائم کیا گیا ہے۔

مقالات

اخلاق نبوی کا ایک واقعہ

از مولانا حبیب ریحان خاں ندوی ازہری، بھوپال

حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق عالیہ کا ذکر مدح و ستائش کے انداز میں ذکر الٰہی میں وارد ہوا ہے:

إِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ (قلم: ۴) اور تم اخلاق کے عظیم مرتبہ پر ہو۔

یہ خطاب خلاق دو عالم نے فرمایا ہے، آپ کی زندگی کا تابناک پہلو آپ کی اخلاقی زندگی ہے، آپ کی تعلیمات اخلاق سے لبریز ہیں، اس مضمون میں اخلاق نبویہ عالیہ کا ایک واقعہ پیش کیا جاتا ہے، جس سے آپ کی مومنانہ شجاعت، کمزوروں اور ضعیفوں کی مدد کا جذبہ ظاہر ہوتا ہے اور جس میں ایک معجزہ کی طرف اشارہ بھی ہے، اس میں داعیان حق کے لیے صبر و عزیمت، جرأت و شجاعت اور جہد و عمل کا تاقیامت ایک مثالی نمونہ اور کامیابی و کامرانی کی بشارت بھی موجود ہے۔

حلبی[1] تحریر کرتے ہیں کہ ایک اراشی (بکسر الہمزہ) شخص نے ابوجہل سے کچھ سامان خریدا، ابن ہشام[2] نے اس کے قبیلے کے بارے میں دو قول نقل کیے ہیں اراش اور اراشہ اور

---

[1] علی بن برہان الدین الحلبی نے اپنی کتاب "انسان العیون فی سیرۃ الامین المامون المعروف بالسیرۃ الحلبیۃ" میں یہ قصہ جلد ۱ ص ۳۱۵ پر لکھا ہے، مطبوعہ: المکتبۃ الاسلامیہ، بیروت۔ [2] السیرۃ النبویہ لابن ہشام تحقیق مصطفی السقا وغیرہ، مطبوعہ مصطفی البابی الحلبی ج ۲، ص ۲۹-۳۰ پر یہ قصہ درج ہے۔

قبیلہ کی طرف نسبت سے اس کو اراشی کہا گیا ہے، حلبی اور سہیلی[1] نے لکھا ہے کہ یہ قبیلہ خثعم کے ایک بطن کا نام تھا، قبیلہ اراش کا نسب سیرت ابن ہشام کے محققین نے حاشیہ میں اس طرح ثبت کیا ہے "اراش بن غوث یا ابن عمرو بن غوث بن نبت بن مالک بن زید بن کہلان بن سبا" سہیلی نے روض الانف میں یہی نسب بیان کیا ہے، ابن حزم[2] نے ابن غوث یا ابن عمرو بن غوث کے بجائے صاف صاف ایک ہی قول لکھا ہے یعنی "اراشی بن عمرو بن غوث"۔

ابن ہشام کی عبارت میں لفظ "قدم" زیادہ ہے جس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ یہ شخص مکہ میں نہیں رہتا تھا بلکہ اپنے قبیلہ سے بیع و شراء کے لیے مکہ آیا تھا نیز ابن ہشام نے اس کی تصریح بھی کی ہے کہ ابو جہل نے اس سے اونٹ خریدے تھے، پھر قیمت ادا کرنے میں ٹال مٹول کی۔

ایمان اخلاق عالیہ کا پاسبان | یہ غریب الدیار تاجر پریشانی و حیرانی میں قریش کی نادی (اجتماع گاہ) میں پہنچا اور اپنی دکھ بھری داستان مجمع کو سنائی، قریش کے ان افراد نے جن کا شیوہ ہی حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ استہزاء و تمسخر کرنا تھا یہ ترکیب سوچی کہ اس شخص کو حضورؐ کا پتہ بتا دیں کہ آپؐ ابو جہل سے اس کا حق دلائیں، یہاں یہ بات سوچنے کے قابل ہے کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق عالیہ کو قریش کے دشمن بھی اچھی طرح جانتے تھے اور نہیں یہ معلوم تھا کہ ایک مسافر اور پریشان حال کی پریشانی دور کرنے کے لیے حضور پاکؐ ضرور ہر ممکن ...... کوشش کریں گے اور پھر ابو جہل جہالت، سرکشی،

[1] امام محدث عبدالرحمٰن سہیلی نے سیرت ابن ہشام کی شرح "الروض الانف" تحقیق و شرح عبدالرحمٰن الوکیل، دار الکتب الحدیثہ میں یہ قصہ ج ۳ ص ۸۰-۳۸۰ پر تحریر کیا ہے۔ [2] جمہرۃ انساب العرب لابن حزم، تحقیق عبدالسلام ہارون، مطبوعہ دار المعارف مصر ص ۳۸۷۔

غرور و تکبر اور شدید عداوت کی وجہ سے حضورؐ کو اذیت پہنچائے گا، زبان سے سب و شتم کرے گا اور اراشی کا حق اس کو واپس نہیں کرے گا جس سے حضورؐ کو دہری تکلیفیں اور اذیتیں پہنچیں گی اور خصوصی طور پر نفسیاتی و قلبی کوفت یہ ہوگی کہ آپؐ ایک مسافر اور پریشان کی مدد نہیں کر سکے، حلبی کی عبارت سے یہ مترشح ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم وہاں موجود نہیں تھے اور ابن ہشام کی عبارت سے پتہ چلتا ہے کہ حضورؐ وہاں موجود تھے لیکن دور بیٹھے تھے اور روایت سے یہ پتہ نہیں چلتا کہ آپؐ اس شخص کی گفتگو سن رہے تھے یا نہیں۔

کفر، بداخلاقی کا مظہر | یہاں یہ بات قابل غور ہے کہ جس طرح ایمان اور محبت اخلاق عالیہ کو جنم دیتے ہیں اسی طرح کفر و نفاق اور نفرت و عداوت و تعصب قدیم عالی اخلاق اور رہی سہی شرافت کو بھی نابود کر دیتے ہیں، عرب اور خصوصاً قریش کی قدیم جاہلی تاریخ جاننے والے یہ بات اچھی طرح جانتے ہیں کہ غریب الدیار کی مدد کرنا، مسافر کی ضیافت اور خبر گیری، صاحب حق کو اس کا حق واپس دلانا اور پریشان حال کی مدد کرنا یہ صفات حسنہ قریش میں موجود تھیں، لیکن اس غریب الدیار اور پریشان حال اراشی کی مدد کرنے اور اس کا حق دلانے کی کوئی کوشش اکابر قریش نے نہیں کی بلکہ اپنے قلب و نظر پر غفلتوں کے پردے ڈال لیے اور حضورؐ کا مذاق اڑانے اور آپؐ کے ساتھ استہزاء و تمسخر کا ایک تماشہ کرنے کی غیر عاقلانہ آرزو کے پس پردہ انھوں نے اپنی آبائی کرامت، قبائلی شرافت، متفق علیہ اخلاقی اقدار اور اعلیٰ کردار کو پس پشت ڈال دیا، لیکن عقل و خرد اور شرافت و کرامت کی میزان پر اگر تولا جائے تو یہ استہزاء و تمسخر حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نہیں تھا بلکہ اس سے خود ان کی اپنی اخلاقی و انسانی صفات اور قلبی بیماریوں کا پردہ چاک ہو رہا تھا اور قصہ کے آخر میں پتہ چلے گا کہ جو چیز انھوں نے حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے تمسخر

کے لیے کی تھی وہ خود ان پر اور ان کی جاہلی زندگی کے سردار جہالت شعار ابو جہل پر استہزاء و تمسخر بن گئی، دنیا میں تو یہ حشر ہوا اور آخرت کی نامرادی اور حسرت کا نقشہ اس آیت پاک میں ملاحظہ فرمائیں:

فَالْيَوْمَ الَّذِينَ آمَنُوا مِنَ الْكُفَّارِ يَضْحَكُونَ عَلَى الْأَرَائِكِ يَنظُرُونَ هَلْ ثُوِّبَ الْكُفَّارُ مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ.
(المطففین، ۸۳ : ۳۴ تا ۳۶)

سو آج ایمان والے منکروں پر ہنستے ہیں، تختوں پر بیٹھے ہوئے دیکھتے ہیں، کیا منکروں نے اس چیز کا بدلہ پایا جو وہ کرتے تھے۔

قبیلہ خثعم کے بطن اراش کا یہ غریب الدیار خواب و خیال میں بھی یہ نہیں سوچ سکتا تھا کہ اکابر قریش اپنی شرافت و عظمت اور اس جگہ (نادی) یعنی عرب کی پارلیمنٹ کی عزت و توقیر اس طرح کر سکتے ہیں کہ یہاں ہنسی مذاق اور استہزاء و تمسخر کریں اس لیے یہ مجبور شخص ان کی بات سے متاثر ہو کر اور ان کے مشورہ کو قبول کر کے اس یقین کے ساتھ حضورؐ کے پاس آیا کہ جس شخص سے مدد لینے کا مشورہ اکابر قریش نے دیا ہے وہ یقیناً اتنا با وقار اور عالی اخلاق ہو گا کہ اس کی مدد کر سکے اور اس کا حق اسے ابو جہل سے دلا سکے۔ وہ حضورؐ کے پاس آیا اور اپنا قصہ ابن ہشام کے الفاظ میں اس طرح سنایا:

یا عبد اللہ ان ابا الحکم بن ھشام قد غلبنی علی حقی لی قبلہ وانا رجل غریب ابن سبیل وقد سألت ھؤلاء القوم عن رجل یؤدینی علیہ یاخذ لی حقی منہ

اے اللہ کے بندے ابا الحکم بن ہشام (ابو جہل) نے میرے حق پر قبضہ کر لیا ہے اور میں اجنبی اور مسافر شخص ہوں اور میں نے اس قوم سے کسی ایسے شخص کے متعلق معلوم کیا جو مجھے اس سے میرا

فاشاروا الی الیک فخذ لی حقی منہ یرحمك اللہ۔

حق دلا سکے تو انھوں نے مجھے تمہارا پتہ بتا دیا (خدارا) میرا حق مجھے اس سے دلا دو، خدا تم پر رحم کرے۔

شجاعت و شرافت کا پیکر

رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے یہ ایک سوالیہ لمحہ تھا، کیا آپ اس مسافر اور مجبور شخص کی مدد کریں؟ یقیناً آپؐ کے عالی اخلاق، خدا ترسی اور بنی نوع انسان کے ساتھ ہمدردی اور رحمت کا تقاضہ یہی تھا کہ آپؐ اس کی مدد کریں اور آپؐ نے ایسا ہی کیا، غور کرنے کا مقام ہے، ابو جہل جیسے جاہل، خود پرست، مغرور اور زبان دراز دشمن کے پاس جانا انتہائی جرأت اور شجاعت کا کام تھا۔ لیکن یہ عالم آشکارا حقیقت ہے کہ حضورؐ پاک سب سے بہادر اور جرأت مند انسان تھے، خادم رسول اللہؐ صحابی جلیل حضرت انسؓ کی شہادت بخاریؒ و مسلمؒ میں اس طرح موجود ہے، بخاری کے الفاظ ملاحظہ ہوں:

عن انسؓ قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم احسن الناس واجود الناس واشجع الناس، ولقد فزع اھل المدینۃ ذات لیلۃ فانطلق الناس قبل الصوت، فاستقبلھم النبی صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت انسؓ سے روایت ہے، کہتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سب سے اچھے، سب سے زیادہ سخی اور سب سے زیادہ بہادر انسان تھے اور ایک رات کا قصہ ہے کہ اہل مدینہ (ایک آواز سے) گھبرا اٹھے اور آواز کی طرف

۱؎ بخاری، کتاب الادب ۶، باب حسن الخلق والسخاء، فتح الباری مطبوعہ مطبع سلفیہ قاہرہ ج ۱۰ ص ۴۵۵، حدیث نمبر ۶۰۳۳۔ ۲؎ مسلم کتاب الفضائل شرح النووی مطبوعہ، مطبع مصریہ قاہرہ ج ۱۵ ص ۶۷۔

وقد سبق الناس الی الصوت	دوڑ پڑے (وہاں کیا دیکھتے ہیں کہ)
وھو یقول لم تراعوا لم تراعوا	نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا استقبال
وھو علی فرس لابی طلحۃ عری	کیا کیونکہ آپؐ آواز سن کر تن تنہا لوگوں
ما علیہ سرج فی عنقہ سیف۔	سے پہلے وہاں پہنچ چکے تھے اور کہہ رہے
	تھے خوف کی کوئی بات نہیں آپؐ (جلدی
	کی وجہ سے) ابو طلحہؓ کے ننگی پیٹ (بے زین)
	گھوڑے پر سوار تھے اور گردن میں تلوار
	لٹک رہی تھی۔

آپؐ سب سے اچھے انسان نہ ہوتے تو کیوں ایک غریب کی مدد کے لیے تیار ہو جاتے، آپؐ گھبراہٹ یا ہچکچاہٹ کے بغیر اٹھے اور اس شخص کے ہمراہ تن تنہا ابو جہل کے گھر کی طرف چل پڑے، شجاعت کا یہ اعلیٰ درجہ تائید الٰہی اور مرتبہ نبوت کے بغیر مشکل تھا، کوئی دوسرا بہادر شخص ہوتا تو کم از کم اپنے ساتھیوں میں سے دو چار بہادر نوجوانوں کو ضرور ساتھ لے جاتا کہ کسی ہنگامے یا مصیبت کے وقت کام آئیں، لیکن رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے لیے خود سپر تھے، کیونکہ آپؐ ایمان کامل کے اس مقام پر فائز تھے جہاں خدا کی قوت اور مدد کا یقین اس طرح ہو جاتا ہے کہ اگر ساری دنیا مل کر چاہے تو بندے کو کوئی نقصان یا نفع نہیں پہنچا سکتی، اس ایمان و عزم کے ساتھ حضور پاکؐ ابو جہل کے گھر پہنچے، قریش نے اپنا ایک نمایندہ پیچھے پیچھے ارسال کیا کہ جو تماشہ ہو اس کی خبر فوراً مجلس تک پہنچے اور اشرار کی محفل اس سے سرور حاصل کرے۔

اللہ کے دشمن پر خوف طاری | خدا کی نصرت پر یقین کامل رکھنے والا یہ بندۂ خداؐ تن تنہا

ابو جہل کے گھر پہنچا اور دروازہ پر دستک دی گھر کے اندر سے ابو جہل کی آواز آئی کون؟ محمد حضورؐ نے جواب دیا، پھر فرمایا باہر نکلو، ابو جہل اس طرح باہر آیا کہ اس کے چہرہ پر زندگی کے آثار نہیں تھے اس کا رنگ متغیر ہو چکا تھا، عربی میں "انتقع لونہ" کا جملہ استعمال ہوا ہے جس کے معنی حلبی نے اس طرح لکھے ہیں:

ای تغیر وصار کلون النقع	یعنی متغیر ہو گیا تھا اور مٹی اور غبار
الذی ھو التراب وھو الصفرۃ	کی طرح ہو گیا تھا جس میں زردی
مع الکدرۃ۔	اور سیاہی شامل ہوتی ہے

سیرت ابن ہشام کے محققین نے دوسری روایت "امتقع لونہ" لکھی ہے جس کے معنی بھی تغیر و تبدیلی ہی کے ہیں بلکہ معنی کے لحاظ سے یہ اجود ہے، ابن منظور تحریر کرتے ہیں:

امتقع لونہ اذا تغیر من حزن	امتقع لونہ کے معنی ہیں رنگ کا
او فزع وکذلک انتقع بالنون	غم یا گھبراہٹ سے بدلنا اسی طرح
وابتقع بالباء والمیم اجود[1]	انتقع اور ابتقع بھی لیکن میم کے
	ساتھ اجود ہے۔

حلبی نے "چہرہ پر زندگی کے آثار" کا تذکرہ نہیں کیا ہے، لیکن ابن ہشام کا قول یہ ہے "وما فی وجھہ من رائحۃ" یہاں رائحہ کے معنی خوشبو کے نہیں بلکہ "بقیہ روح" کے ہیں اس کی دلیل قصے کے آخر میں ہے جہاں "ردحہ" کا لفظ موجود ہے، ایک معنی یہ بھی لیے گئے ہیں کہ "اس کے چہرہ پر خون کا کوئی قطرہ نہیں تھا" لیکن دونوں معنی

---

[1] لسان العرب لابن منظور مطبوعہ الدار المصریۃ للتالیف والترجمہ ج ۱۰، ص ۲۱۸، مادہ مقع۔

متقارب ہیں اور مقصد یہ ہے کہ ابوجہل خوف اور پریشانی کی وجہ سے گھبرایا ہوا تھا اور
اس کا چہرہ زرد پڑ گیا تھا جیسے کہ خون کا کوئی قطرہ اس میں نہ ہو اور وہ بے روح ہو چکا ہو۔
ایمان باللہ اور جرأت و شجاعت کی تاثیر بھی کچھ ایسی ہوتی ہے کہ کفر کے خرمن پر بجلی
گر جاتی ہے، حضورؐ نے ابوجہل سے کہا اس شخص کا حق اس کو دے دو، ابوجہل نے کہا
ہاں ہاں ابھی میں اس کو اس کا حق ادا کیے دیتا ہوں، ابوجہل فوراً گھر کے اندر گیا اور
تھوڑی دیر بعد باہر آیا اور اس شخص کو اس کے حق کی پائی پائی ادا کر دی، پھر رسول پاکؐ
واپس آ گئے لیکن آپؐ کے حسن اخلاق اور پریشان حالوں کی مدد کا ایک زندہ قصہ تاریخ
کی زینت بن کر باقی رہ گیا۔

خدا محمد کو جزائے خیر دے

اراشی مسافر اکابر قریش کی طرح لائق و فائق تو نہ تھا کہ اہل ایمان
کے ساتھ تمسخر و استہزا کی اسے سوجھتی لیکن قدیم عربی اخلاق و شرافت کا پیکر ضرور تھا
اس نے دل ہی دل میں حضور پاکؐ کو دعائیں دیں پھر قریش کی مجلس میں آ کر ان کا شکریہ
ادا کرنا بھی ضروری سمجھا کہ انھوں نے ہی آپؐ کا پتا بتایا تھا اور اس بھری محفل میں جاں
تمام اکابر قریش اس کے منتظر بیٹھے تھے کہ حضورؐ کی رسوائی اور جگ ہنسائی کی خبریں
انھیں عنقریب موصول ہونے والی ہیں اچانک اراشی کی زبان اس طرح کھلی "جزاہ
اللہ خیرا، فقد واللہ اخذ لی حقی" اللہ محمدؐ کو جزائے خیر دے، انھوں نے مجھے میرا حق
دلا دیا۔"

یہ جملے قریش کے اکابر کے لیے زہر سے زیادہ تلخ تھے، وہ رسول پاکؐ کے ساتھ
استہزا کرنا چاہتے تھے اور ان کی یہ تدبیر شمشیر بن کر انھیں کے سر پر آ پڑی اور
زبان حال و قال دونوں سے وہ سب کی نظروں میں رسوا ہوئے اور رسول پاک

صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اراشی کے دل میں پیدا ہوئی اور ابوجہل کی ذلت اور خوف
میں مزید اضافہ ہوا، ابوجہل کے سلسلے میں ابن ہشام نے یہ روایت لکھی ہے کہ "عام طور
پر عدو اللہ ابوجہل کا یہ حال تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شدید بغض و عداوت
کے باوجود جب بھی وہ آپؐ کو دیکھتا تھا خدا کے حکم سے ذلیل اور رسوا ہوتا تھا۔[1]

حیرت کا نظارہ

قریش نے جس شخص کو اراشی کے پیچھے بھیجا تھا تھوڑی دیر بعد وہ آیا اسے دیکھ کر
سب کے سب اس طرح گویا ہوئے "جلدی بتا تو نے کیا دیکھا؟" اس نے کہا ایسی عجیب
بات دیکھی جو عجائبات میں سے ہے، خدا کی قسم جونہی انھوں نے اس کا دروازہ کھٹکھٹایا
وہ اس طرح باہر نکلا کہ گویا اس کی روح اس کے ساتھ نہیں ہے " فخرج الیہ وما معہ
روحہ" پھر ساری وہ تفصیل سنائی جو ہم اوپر لکھ چکے ہیں۔

اکابر قریش یہ سن کر حیرانی و پریشانی کے عالم میں تھے کہ ابوجہل آگیا انھوں نے
اس سے کہا تمہیں کیا ہو گیا تھا؟ خدا کی قسم ہم نے کبھی ایسی بات نہیں دیکھی جیسی کہ تم نے
آج کی؟ ابوجہل نے کہا تمہیں کیا پتہ خدا کی قسم جیسے ہی اس نے میرے دروازے پر
دستک دی اور میں نے اس کی آواز سنی مجھ پر خوف اور دہشت طاری ہو گئی پھر جب
میں باہر نکلا تو کیا دیکھتا ہوں کہ اس کے سر پر ایک عظیم الجثہ اونٹ کھڑا ہے میں نے
اس جیسی پیشانی، گردن اور دانت کسی اونٹ کے کبھی نہیں دیکھے، خدا کی قسم اگر میں انکار
کرتا تو وہ مجھے کھا جاتا، یہاں اکل کا لفظ تھا اس لیے راقم نے اس کا لفظی ترجمہ "کھا جاتا"
کیا ورنہ "نگل جاتا" زیادہ مناسب تھا۔

اصحاب سیر نے اونٹ کے سلسلے میں یہ لفظ استعمال کیے ہیں " فحلا من الابل"

---

[1] سیرت ابن ہشام ۲: ۲۸۔

فحل عربی میں عام طور پر ہر چیز کے مذکر کو کہتے ہیں اور کیونکہ نر مادہ سے زیادہ طاقتور اور عظیم الجثہ ہوتا ہے اس لیے اس لفظ کو بڑائی اور قوت کے معنی میں بھی استعمال کیا جاتا ہے، ابن منظور لکھتے ہیں :

الفحل الذکر من کل حیوان	فحل ہر جاندار کے نر کو کہتے ہیں،
... کبش فحیل یشبہ الفحل	... فحیل مینڈھا سے کہتے ہیں جو
من الابل فی عظمہ و نبلہ	نر اونٹ کی طرح عظیم اور اچھا ہو،
... استفحل امر العدو اذا	... دشمن کا معاملہ استفحل یعنی قوی
قوی و اشتد ... و فحول الشعرأ	اور سخت ہو گیا ... فحول الشعراء
ھم الذین غلبوا بالھجاء من	ان شاعروں کو کہا جاتا ہے جو ہجو
ھاجاھم مثل جریر والفرزدق	میں اپنے مخالفین پر غالب آگئے
واشباھھما[1]	جیسے جریر و فرزدق اور ان جیسے دوسرے
	بڑے شاعر۔

اس مختصر لغوی تحقیق سے پتہ چلتا ہے کہ لفظ فحل میں قوت و عظمت اور بڑائی کے معنی شامل ہیں اور در اصل یہ اونٹ عام اونٹوں سے زیادہ عظیم الجثہ اور طاقتور تھا کیونکہ اس جیسے دانت گردن اور پیشانی کسی دوسرے اونٹ کے نہیں تھے۔

قریش کے اکابر یہ قصہ سن کر حیران ضرور ہوئے لیکن کفر و ضلال اور حقد و حسد کی دیرینہ بیماریوں نے انہیں ایمان و یقین سے محروم رکھا بلکہ اپنی ناکامی اور رسوائی کے انتقام کی مزید تدبیریں سوچنے لگے۔

---

[1] لسان العرب ج ۱۴، ص ۳۰۔ ۳۲ مادہ فحل۔

اس واقعہ کو نعت گو شاعر بوصیری (۶۰۸۔ ۶۹۶) نے اپنے مشہور قصیدہ ہمزیہ میں اس طرح بیان کیا ہے[1] :

واقتضاہ النبی دین الاراشی	وقد ساءہ و اللشراء
ورای المصطفی اتاہ بما لم	ینج منہ دون الوفاء النجاء
ھو ما قد رآہ من قبل لکن	ما علی مثلہ یعد الخطاء

ان اشعار کا ترجمہ مع مختصر تشریح یہ ہے " نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اراشی کا قرض ابو جہل سے طلب کیا کیونکہ آپ کو یہ خرید و فروخت جس میں اراشی کا حق ضائع ہو رہا تھا پسند نہ آئی اور اس نے مصطفیٰؐ کو دیکھا کہ اس کے لیے ایک ایسا معجزہ لے کر آئے جس کی موجودگی میں قرض ادا کرنے اور حق واپس کرنے کے سوا کوئی چارہ ہی نہ تھا یہ وہ چیز تھی جو ابو جہل نے اس سے پہلے بھی دیکھی تھی لیکن اس جیسے جاہل پر غلطیاں گنی نہیں جا سکتیں "۔

بوصیری نے جس چیز کی طرف اشارہ کیا ہے اس سے مراد وہ قصہ ہے جس میں ابو جہل نے نماز کی حالت میں حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے سر پر پتھر پھینکنے کا ارادہ کیا تھا اور ملائکہ کی مدد سے آپؐ اس سے محفوظ رہے تھے، ابن ہشام نے اس قصہ میں بھی اونٹ کا تذکرہ کیا ہے[2]

بخاری و مسلم اور احادیث کی دوسری کتابوں اور تفسیروں میں اس کی تفصیل موجود ہے لیکن یہاں اختصار کے پیش نظر اس کی طرف اشارہ کرنا ہی کافی ہے ورنہ

---

[1] دیوان شرف الدین ابی عبد اللہ محمد بن سعید البوصیری تحقیق محمد سید کیلانی، مطبوعہ مصطفیٰ البابی حلبی مصر ص ۸ [2] سیرت ابن ہشام ج ۱، ص ۳۱۹۔

دوسرا علمی و تحقیقی مضمون شروع ہو جائے گا جو کسی اور موقع پر پیش کیا جائے گا جس میں داعیان حق کو اقامت دین اور اقامت صلاۃ سے روکنے والوں کے انجام کی طرف بھی نشاندہی کی جائے گی۔

عبرت و بصیرت کے پہلو اس مختصر واقعہ میں عبرت و بصیرت کے چند پہلوؤں کا ضمنی تذکرہ راقم قصہ کے ذکر کے دوران کر چکا ہے، مناسب معلوم ہوتا ہے کہ انکی طرف نمبروار بھی اشارہ کر دیا جائے تاکہ واضح طور پر یہ معلوم ہو کہ اس میں انسانیت کے لیے کیا سبق پنہاں ہیں۔

۱۔ سب سے پہلی بات یہ کہ کفر و ضلال اور نفرت و عداوت، تعصب و جہالت پیدا کرتے ہیں اور مسلم الثبوت اخلاقی ضرورتوں اور انسانی قدروں کو بھی ختم کر دیتے ہیں، اصحاب سیر نے اس واقعہ کو اس باب کے ماتحت نقل کیا ہے جس میں کفار قریش کی ایذا رسائیوں اور رسول پاکؐ کے ساتھ تمسخر و استہزاء کا تذکرہ ہے، یہ بات کس قدر قابل عبرت ہے کہ قوم کا ایک ایماندار، دیانت دار، صادق و امین جب دین کی دعوت اور توحید کی پکار لے کر اٹھا تو اس پر ایمان لانے کے بجائے اس کی مخالفت شروع کر دی گئی اور استہزاء و ایذا رسانی کے وہ نت نئے طریقے ایجاد کیے گئے جو انسانی عقل کو حیرت میں ڈال دیتے ہیں، معجزہ طلب کرنا، یا توحید کی دلیل مانگنا، یا رسالت کے حق ہونے کا ثبوت پیش کرنا وغیرہ بہر حال کسی حیثیت سے عقلی سوالات ہو سکتے ہیں مگر ہنسی ٹھٹھا کرنا، مذاق اڑانا، جسمانی اذیتیں پہنچانا اور نفسیاتی عذاب میں مبتلا کرنا، آخر اپنے اندر کیا عقلی جواز رکھتے ہیں۔

۲۔ پھر اس قصہ میں عبرتناک پہلو یہ ہے کہ کفر و ظلم کے اندھیرے میں اور

حضورؐ کی مخالفت کے جوش میں ایک مسافر اور پریشان حال کی مدد سے بھی کفار قریش نے پہلو تہی کی جب کہ یہ چیز ان کے اپنے بنائے ہوئے اخلاقی اصولوں کی رو سے ضروری تھی، بلکہ انھوں نے انسانی کرامت کا خون اس طرح کیا کہ جو واقعہ مروت و شرافت اور کرامت و حسن اخلاق کی دعوت دیتا تھا اسی کو شیطنت، مکر و فریب اور استہزاء و تمسخر کا محور بنا لیا۔

۳۔ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق عالیہ اس قصے میں پوری طرح نمایاں ہو کر سامنے آ گئے، آپؐ غریبوں کے مددگار، یتیموں کے غمگسار، بیواؤں کا مداوی اور پریشان حالوں کا ماویٰ و ملجا تھے، اس قصے میں واضح طور پر یہ بات عیاں ہو گئی کہ حالات کی مجبوری اور اپنی جان پر مصیبت اور تکلیف کے خطرے کے باوجود آپؐ نے اس غریب الدیار کی مدد کرنے سے پہلوتہی نہیں کی۔

۴۔ رسول پاکؐ کی شجاعت بھی اس واقعہ سے بخوبی پوری طرح آشکارا ہے۔

۵۔ رسول پاکؐ خدا کے فرستادہ تھے، اخلاق عالیہ اور شجاعت نادرہ کے ساتھ جب آپؐ نے غریب الدیار کی مدد کا ارادہ فرمایا تو آپؐ موید من اللہ ہونے کی وجہ سے خدا کی مدد کے مستحق ٹھہرے اور آپؐ کی آواز میں خدا نے وہ رعب پیدا کر دیا کہ کفر و جہل کے مرکب ابوجہل کا دل کانپ اٹھا اور وہ فوراً باہر نکل آیا۔

۶۔ پھر خدا کی طرف سے رسولؐ کی تائید میں معجزہ بھی دیا گیا، یہ بات قابل غور ہے کہ رسول پاکؐ کی آواز ہی سے ابوجہل خوفزدہ ہو چکا تھا پھر معجزہ دیکھ کر اور زیادہ خائف ہوا، یہاں یہ بتانا ضروری ہے کہ معجزہ کی دو قسمیں ہیں، ایک وقتی معجزہ جو ایک مقررہ وقت پر ہوا اور چند افراد نے دیکھا، اس قصہ میں اونٹ کو نہ اراشی نے دیکھا اور نہ قریش کے نمائندوں نے دیکھا صرف ابوجہل نے دیکھا، یا جیسے معجزہ شق القمر کہ اسے اس وقت کے

کچھ موجود لوگ ہی دیکھ سکتے تھے، معجزہ کی دوسری قسم وہ ہے جو معجزہ کے ظہور کے بعد بھی باقی و دائم رہے اور تاقیامت ساری انسانیت اسے دیکھ سکے، سمجھ سکے اور اس سے ہدایت کے سبق حاصل کر سکے، جیسے قرآن عظیم کہ وہ تاقیامت حضورؐ کی رسالت پر باقی و زندہ معجزہ بھی ہے اور ہدایت انسانی کا واحد سرچشمہ بھی۔ اس قصہ میں بھی حضور انورؐ کے اخلاق عالیہ کا معجزہ اور غریب الدیار کی مدد و نصرت کا جذبہ اور بے پناہ شجاعت اور مثالی و اعلیٰ کردار اسی دوسری قسم کا معجزہ ہے جو تاقیامت انسانیت کو حسن خلق، طہارت ضمیر، شجاعت و شرافت، محبت و مروت اور رحم و کرم کا سبق سکھاتا رہے گا۔

۷۔ جو داعیان حق عصر حاضر میں توحید کا پرچم بلند کرنا چاہتے ہیں اور دعوت الی اللہ کی اسلامی و انسانی ذمہ داری کے حامل ہیں، دین الٰہی کو تمام ادیان پر غالب کرنے کا جذبہ رکھتے ہیں اور اسلامی نظامِ زندگی کو قائم کرنا چاہتے ہیں اور قانون شریعت کے نفاذ کے لیے کوشاں ہیں ان کے لیے اس قصہ میں ایک تاریخی اور واقعاتی حقیقت کا بیان ہے، ایک اپیل یا حکم ہے اور ایک خوشخبری اور مژدہ ہے۔

(الف) تاریخی حقیقت یہ ہے کہ داعیان حق کے سردار انبیائے کرامؑ ہوتے ہیں، جب وہ دعوت حق لے کر اٹھتے ہیں تو کفر و ظلم و فسق کے نمائندے اور حزب شیطان کے کارندے ہر طرح ان کی مخالفت کرتے ہیں، ان پر ظلم ڈھاتے ہیں، ان کے ساتھ استہزا و تمسخر کرتے ہیں، ان کے خلاف سازشیں کرتے ہیں، دھمکیاں دیتے ہیں، انکے ضمیر خریدنے کے لیے انہیں لالچ دیتے ہیں، لیکن حق کے پرستار ان تمام شاطرانہ چالوں سے صبر و عزیمت اور تدبر و حکمت سے بچتے ہوئے گذر جاتے ہیں اور آخر کار کامرانی انہیں کو نصیب ہوتی ہے، حق کی فتح ہوتی ہے اور باطل فنا ہو جاتا ہے۔

دعوت الی اللہ کا کام پھولوں کی سیج نہیں ہے، آج بھی داعیان حق کے ساتھ تمسخر کیا جائے گا، اہل کفر کے علاوہ بھی اہل نفاق و ضلال یعنی غیر اللہ کے مویدوں، طاغوت کے پجاریوں، سامراج کے فکری غلاموں، مشرق و مغرب کے ملحدانہ نظامِ زندگی کے دلدادوں اور علم و تحقیق کے نام پر مستشرقین یورپ اور علمائے کلیسا کے شاگردوں کی طرف سے وہ ظلم و ستم کا نشانہ بنائے جائیں گے بلکہ آج کے دور میں استہزا و تمسخر اور دروغ بیانی کے لیے پروپیگنڈے کے ہتھیار پرانے دور سے زیادہ وسیع ہیں، اخبار رسالے، ریڈیو ٹیلی ویژن علمی و تحقیقی ریسرچ اور نشر و اعلام کے سارے وسائل داعیان حق کے خلاف پروپیگنڈے میں استعمال کیے جائیں گے۔ لیکن اہل حق اور داعیان دین ان تمام چیزوں کو وقتی آزمائش سے زیادہ کچھ نہیں سمجھتے اور انہیں اس بات کی اچھی طرح خبر ہوتی ہے کہ اہل حق کے خلاف اہل کفر و ظلم و فسق کے نمائندوں اور مجرموں کے یہ قدیم ہتھکنڈے ہیں۔

إِنَّ الَّذِينَ أَجْرَمُوا كَانُوا مِنَ الَّذِينَ آمَنُوا يَضْحَكُونَ وَإِذَا مَرُّوا بِهِمْ يَتَغَامَزُونَ وَإِذَا انْقَلَبُوا إِلَى أَهْلِهِمُ انْقَلَبُوا فَكِهِينَ وَإِذَا رَأَوْهُمْ قَالُوا إِنَّ هَؤُلَاءِ لَضَالُّونَ۔

(مطففین: ۲۸-۳۲)

بیشک وہ جو مجرم (اور گنہگار) تھے وہ اہل ایمان پر ہنستے تھے اور جب ان کے پاس سے گزرتے تھے تو آپس میں اشارے کرتے تھے اور جب اپنے گھروں کو لوٹتے تو باتیں بناتے ہوئے خوش خوش اور جب ان کو دیکھتے تو کہتے بیشک یہ لوگ گمراہ اور بھٹکے ہوئے ہیں۔

(ب) اس قصہ میں داعیان حق کے لیے دوسرا سبق یہ ہے کہ انبیائے کرام صلوات اللہ

علیم اجمعین کی طرح صبر و عزیمت اور شجاعت و جرأت اور اخلاق قدروں کے بغیر کامیابی ممکن نہیں ہے۔ یہ ضروری ہے کہ داعی کی زبان اہل حق کے لیے شہد سے زیادہ شیریں ہو، داعی کا دل آغوش محبت ہو، داعی مظلوم و مجبور شخص کو اس کا حق دلانے میں سب سے آگے ہو، داعی جسم کی ہر تکلیف صبر و عزیمت سے برداشت کرے اور اپنی جان بھی قربان کرنے پر راضی ہو، داعی کا مقصد اخلاص کے ساتھ انسانیت کی فلاح و بہبود ہو، وہ مخالفوں کے استہزار کے جواب میں خدا کی زیادہ تسبیح بیان کرے، خدا سے مدد مانگے اور زیادہ عبادت و طاعت میں مصروف ہو تاکہ نصرت خداوندی کا مستحق ٹھہرے، خدائے پاک نے رسول مصطفیٰؐ کو یہ حکم اس طرح دیا تھا:

إِنَّا كَفَيْنَاكَ الْمُسْتَهْزِئِينَ الَّذِينَ	ہم تمہاری طرف سے کافی ہیں ٹھٹھا
يَجْعَلُونَ مَعَ اللَّهِ آخَرَ فَسَوْفَ	کرنے والوں کے لیے جو ٹھہراتے
يَعْلَمُونَ وَلَقَدْ نَعْلَمُ أَنَّكَ	ہیں اللہ کے ساتھ کوئی دوسرا معبود
يَضِيقُ صَدْرُكَ بِمَا يَقُولُونَ	سو وہ عنقریب جان لیں گے اور
فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَكُن مِّنَ السَّاجِدِينَ	تحقیق ہم جانتے ہیں کہ تمہارا سینہ
فَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتَّىٰ يَأْتِيَكَ الْيَقِينُ	ان کی باتوں سے تنگ ہوتا ہے۔
(حجر ۹۵ - ۹۹)	(تکلیف محسوس کرتا ہے) پس تسبیح
	بیان کرو اپنے رب کی حمد کے ساتھ
	اور ہو جاؤ سجدے کرنے والوں میں
	سے اور بندگی کرو اپنے رب کی اس
	وقت تک کہ یقینی چیز (موت) آجائے۔

(ج) تیسری خوش خبری یہ ہے کہ جس طرح اس قصہ میں استہزا کرنے والوں کو عبرتناک ناکامی ہوئی اسی طرح اہل حق اگر ایمان و یقین، صبر و استقامت اور جہاد و عزیمت سے مسلح رہے تو کامیابی آخر کار انہیں کی ہوگی اور دنیا میں بھی باطل کے نمائندے اپنی ناکامی دیکھ لیں گے اور اہل حق و تقویٰ دنیا و آخرت دونوں میں خوش ہوں گے۔

قُلْ يَا عِبَادِ الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا	کہہ دو اے میرے وہ بندو جو ایمان
رَبَّكُمْ لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا فِي هَٰذِهِ	لائے ڈرو اپنے رب سے، جنھوں
الدُّنْيَا حَسَنَةٌ وَأَرْضُ اللَّهِ	نے نیکی کی اس دنیا میں ان کے لیے
وَاسِعَةٌ إِنَّمَا يُوَفَّى الصَّابِرُونَ	بھلائی ہے، اور اللہ کی زمین کشادہ
أَجْرَهُم بِغَيْرِ حِسَابٍ۔	ہے، بیشک پورا کیا جائے گا صبر کرنے
(زمر: ۱۰)	والوں کو انکا بدلہ ان گنت۔

اور آخرت کے دن مذاق اڑانے والے مجرموں کا انجام انتہائی حسرتناک ہوگا۔

وَلَوْ أَنَّ لِلَّذِينَ ظَلَمُوا مَا فِي الْأَرْضِ	اور اگر ظالموں کے پاس وہ سب کچھ
جَمِيعًا وَمِثْلَهُ مَعَهُ لَافْتَدَوْا بِهِ	ہو جو زمین میں ہے اور ان کے برابر
مِنْ عَذَابِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَ	(اور وہ چاہیں کہ) قیامت کے دن
بَدَا لَهُم مِّنَ اللَّهِ مَا لَمْ يَكُونُوا	کے برے عذاب کے بدلے وہ فدیہ
يَحْتَسِبُونَ وَبَدَا لَهُمْ سَيِّئَاتُ	(بدلہ) میں دیدیں (تو وہ قبول نہ ہوگا)
مَا كَسَبُوا وَحَاقَ بِهِم مَّا كَانُوا	اور نظر آجائے گا ان کو اللہ کی طرف
بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ	سے وہ جس کا انہیں گمان بھی نہیں
(زمر: ۴۷ - ۴۸)	تھا اور ظاہر ہو جائیں گے ان پر وہ

بڑے کام جو انھوں نے کیے تھے اور
گھیر لیگا انکو وہ جو وہ ٹھٹھا کرتے تھے۔

۸۔ اس قصہ سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ کفر و ضلال اور فسق و معصیت انسان کی عقل کو اس درجہ گمراہ کر دیتی ہے کہ وہ یہ بھی بھول جاتا ہے کہ کس وقت اور کس جگہ مذاق و تمسخر کیا جانا درست ہے اور کس جگہ اس کی گنجائش نہیں، نادی جو عرب کی پارلیمنٹ تھی، جہاں مشکلات کے فیصلے ہوتے تھے، جہاں اکابر قریش جمع ہوتے تھے وہ جگہ یقیناً جد و عمل اور مثبت و ایجابی کاموں کے لیے موزوں تھی، وہاں تمسخر و استہزاء اور ایسی حرکتوں کی گنجائش نہیں جس سے اس جگہ کے وقار کو ٹھیس لگے اور وہاں جمع ہونے والوں کی شخصیت بے آبرو ہو۔

عصر جاہلی کی پارلیمنٹ میں استہزاء و تمسخر کا یہ قصہ ہمیں آج ترقی کے دور کی اسمبلیوں، پارلیمنٹوں اور بین الاقوامی مجلسوں کے کارناموں کی طرف بھی متوجہ کرتا ہے، اسمبلیوں اور پارلیمنٹوں میں مخالفوں کے سروں پر گندے انڈے پھوڑنا، کرسیوں اور میزوں سے لڑنا جھگڑنا، ان محترم جگہوں کو سب و شتم کا اکھاڑا بنانا جہاں سے روسا عالی مقام اور وزرائے عالی وقار اپنے سیاسی مخالفوں پر جاسوسی کے فتوے صادر کرتے ہیں، سیاسی مخالفوں کو قتل کراتے ہیں، جیلوں میں بند کرتے ہیں، حق و عدل کی محفل کو جھوٹے پروپیگنڈے کے لیے وقف کرتے ہیں، اہل حق کو اہل ضلال ثابت کرنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگاتے ہیں اور دین الٰہی کے خادموں، داعیوں اور قانون الٰہی کے نفاذ کی کوششیں کرنے والوں کو دنیا دار اور صرف حکومت کے طلبگار بتاتے ہیں۔ جب کہ طلبِ حکومت جو اسلامی اقدار کی حفاظت کرے بجائے خود شرعیت

ہی مرغوب بلکہ بعض اوقات واجب ہے، منصب رسالت کے بعد منصب خلافت سب سے بڑا اسلامی منصب ہے اور رسول پاکؐ نبی اور رسول ہونے کے ساتھ ساتھ خلیفہ الٰہی اور حاکم وقت بھی تھے اور خلافت کے فرض ہونے پر اجماع امت منعقد ہو چکا ہے اور اسلامی شریعت اور قانون کے سوا اسلامی ملکوں میں کسی بھی قانون کی حکمرانی کفر و ظلم و فسق کا ثالوث ہے اور شریعت اسلامیہ کی رو سے خلافت و بیعت اور اسلامی قانون کا مطالبہ کرنا نہ صرف یہ کہ جائز ہے بلکہ پورے مسلمانوں پر امن امان کے حدود میں رہتے ہوئے واجب ہے اور اس کے لیے ساری کوششیں کرنی ضروری ہیں، ورنہ ساری امت عند اللہ گنہگار ہوگی، پھر طرفہ تماشہ یہ کہ اسلامی نظام کے نفاذ کا مطالبہ کرنے والوں پر جو حضرات حکومت پر قبضہ جمانے کا پروپیگنڈہ کرتے ہیں وہ حضرات یا تو خود حکومت حاصل کرنے کی کوششوں میں مصروف ہوتے ہیں یا پھر حکومت پر قبضہ جمانے کے بعد اسے استحکام اور مرتے دم تک اپنے قبضہ سے نہ نکلنے کی جائز و ناجائز کوششوں میں مصروف اور سرگرداں نظر آتے ہیں، جہاں تک قانون اسلامی کے نفاذ کا مطالبہ کرنے والے ہیں وہ صرف حکومت کے طالب ہرگز نہیں ہیں بلکہ اگر اسلامی نظام کا حقیقی اور مکمل نفاذ کوئی بھی حکومت کر دے تو پھر وہ اس کے ساتھ پورا تعاون کرنے کے لیے تیار ہیں، لیکن اسلامی ملک میں غیر اسلامی قانون اور اقتدار جب تک موجود ہوں اور ترقی پذیر ہوں اس وقت تک وہ اپنے مطالبہ سے کس طرح دستبردار ہو سکتے ہیں اور قیامت کی جوابدہی سے کس طرح بری ہو سکتے ہیں۔

اسمبلیوں اور پارلیمنٹوں سے آگے بڑھ کر بین الاقوامی مجلسوں کا یہ حال ہے کہ

حق و عدل کی آواز پر وہاں کوئی کان نہیں دھرتا، مظلوموں کی آہیں اور ملک شرگان نوس اکثر اوقات زبانی ہمدردی سے بھی محروم رہتے ہیں۔

بیسویں صدی کے یہ ایسے کارنامے ہیں جن پر جاہلی دور کے کارنامے بھی شرماتے ہیں، ان اسمبلیوں، پارلیمنٹوں اور بین الاقوامی مجلسوں کو بنیادی انسانی حقوق اصولی ابتدائی اخلاق اور پریشان حالوں کی دادرسی اور مدد وغیرہ کی تعلیمات سے آگاہ کرنا آج کی سب سے بڑی ضرورت ہے کیونکہ ان مفقود اخلاقی صفات کے بغیر کوئی ملکی یا بین الاقوامی صالح معاشرہ قائم نہیں ہو سکتا۔

سیاست و حکومت میں اعلیٰ بنیادی اخلاق پیدا کرنے کی ذمہ داری ان داعیان حق پر عائد ہوتی ہے جو اسلامی نظام زندگی کو اور آسمانی قانون حیات کو کامل و دائم سمجھتے ہیں اور سیاست کی باگ ڈور چاہے وہ کسی ملک کی ہو یا بین الاقوامی ہو جب تک مومن صالح، خدا سے ڈرنے والوں اور آخرت کی جوابدہی پر یقین کرنے والوں کے ہاتھ میں نہیں ہوگی اس وقت تک بین الاقوامی سیاسی و اخلاقی مزاج کے اس بگاڑ کا کوئی علاج نہیں، کیونکہ "تمکین فی الارض" کا مقصد فساد، ظلم و ستم، آمرانہ نظام کی حمایت اور انسانی اقتدار کی نمائش اور غیر اللہ کی اطاعت ہو کر رہ گیا ہے۔

لیکن جب حکومت (تمکین فی الارض) کا مقصد عدل و انصاف، احکام الٰہی کی بجا آوری، اطاعت و عبادت، مساوات و حریت (اپنے صحیح اور حقیقی معنوں میں) اور خدا کی زمین پر خدا کے قانون عبادت و سیاست و معاشرت و حکومت کا نفاذ ہوگا اس وقت تمناؤں کی صبح صادق طلوع ہوگی اور دین الٰہی کی نصرت کے ذریعہ

امت نصرت الٰہی کی مستحق ہوگی۔

وَلَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ	اور بے شک مدد کرے گا اللہ ان کی
اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ اَلَّذِيْنَ	جو مدد کریں اس کی (اس کے دین کی)
اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ	وہ کہ جب ہم ان کو زمین میں تمکن
اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ	کریں (حکومت عطا کریں) تو وہ نماز
وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا	قائم کریں، زکوٰۃ ادا کریں اور ساری
عَنِ الْمُنْكَرِ وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ	بھلائی کا حکم دیں اور تمام برائیوں
(حج : ۳۰-۳۱)	سے روکیں اور اللہ کے قبضہ ہی میں
	ہے تمام کاموں کا انجام۔

سلسلۂ سیرۃ النبیؐ

دار المصنفین کے سلسلۂ سیرۃ النبی کو غیر معمولی شہرت و مقبولیت نصیب ہوئی اور مختلف زبانوں میں ان کے ترجمے بھی ہوئے۔ اس کی سات جلدوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات و کمالات اور آپؐ کی تعلیم و ہدایت کو بڑی تحقیق و استناد کے ساتھ سلیس و شگفتہ زبان اور دلکش و موثر پیرایہ میں پیش کیا گیا ہے۔ دوسری جلد میں اخلاق نبویؐ کا تذکرہ بھی ہے اور چھٹی جلد میں اسلام میں اخلاق کی اہمیت اور اسلامی فلسفۂ اخلاق کی تشریح کرنے کے بعد اسلامی اخلاقی تعلیمات اور فضائل و رذائل اور اسلامی آداب کو تفصیل کے ساتھ بیان کر کے دکھایا ہے کہ اخلاقی معلم کی حیثیت سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا پایہ کس قدر بلند تھا۔

اس کے پورے سٹ کی قیمت ۵۸۵ روپے اور جلد ششم کی قیمت ۱۲۵ روپے ہے۔

"منیجر"

من موہن کی باتیں

مولانا فضل رحمٰن گنج مرادآبادی کا ترجمہ قرآن مجید

از ڈاکٹر سید غیاث الدین محمد عبدالقادر ندوی

نام، ولادت و مولد تیرہویں صدی ہجری کے مشہور و معروف عالم، محدث اور صوفی بزرگ اویس زمان حضرت مولانا شاہ فضل رحمٰن گنج مرادآبادیؒ ملاواں ضلع ہردوئی (یو پی) کے مشہور ولی حضرت مصباح العاشقین چشتیؒ کی اولاد امجاد سے ہیں، ولادت قصبہ ملاواں میں ۱۲۰۸ھ میں ہوئی۔ ان کے والد ماجد حضرت شاہ اہل اللہ لکھنؤ کے معروف بزرگ حضرت شاہ عبدالرحمٰن الموحدؒ سے ارادت کا تعلق رکھتے تھے جنھوں نے بیٹے کی پیدائش کی بشارت دیتے ہوئے فضل رحمٰن نام رکھا جس سے تاریخ ولادت نکلتی ہے بعض لوگ نام کو فضل الرحمٰن تحریر کرتے ہیں، یہ صحیح نہیں ہے۔ ال کے اضافہ سے تاریخی نام باقی نہیں رہتا۔

حصول علم و معرفت ابتدائی تعلیم کے بعد مولانا نے پہلے لکھنؤ میں مولانا نور بن انوار فرنگی محلیؒ سے شرح وقایہ اور دیگر علماء سے دوسری کتب درسیات پڑھیں۔ اس کے بعد مرزا حسن علی محدث اور مولوی حسین احمد کے ہمراہ دہلی تشریف [illegible] حضرت شاہ عبدالعزیزؒ سے حدیث کا درس لیا اور سند حاصل کرکے وطن واپس آگئے اس کے بعد دوبارہ دہلی جاکر شاہ عبدالعزیزؒ کے نواسے حضرت شاہ اسحاق

محدث دہلویؒ کا تلمذ اختیار کیا اور صحاح ستہ کی تکمیل کی۔

ابتدائی تحصیل معرفت اپنے والد ماجد سے کی اور نو عمری ہی میں حضرت شاہ آفاق مجددی نقشبندی دہلویؒ کے خلیفہ حضرت حیدر علی سندیلویؒ سے کسب فیض کیا اور دہلی میں پہلے حضرت شاہ غلام علی نقشبندیؒ خلیفہ حضرت مرزا مظہر جانجاناںؒ سے اجازت حاصل کی اس کے بعد شاہ صاحبؒ کی ہدایت کے بموجب حضرت شاہ آفاقؒ سے براہِ راست استفادہ کیا اور اجازت و خلافت حاصل کی، شاہ صاحبؒ ان کو نہایت عزیز رکھتے تھے اور "نور حدیث" کے لقب سے نوازا کرتے تھے۔

گنج مرادآباد میں قیام اور سلسلۂ درس و ارشاد دہلی سے کسب علوم و معارف کے بعد وطن واپس ہوکر قصبہ گنج مرادآباد ضلع اناؤ (یو۔ پی) میں مستقل سکونت اختیار فرمائی اور یہیں درس و ارشاد کا سلسلہ جاری فرمایا تاآنکہ ۲۲ ربیع الاول ۱۳۱۳ھ کو بعمر ۱۰۵ سال خالقِ حقیقی سے جا ملے۔

مولانا کے خلفاء، مسترشدین اور تلامذہ میں وقت کے نامور علماء و مشائخ شامل ہیں۔ نواب صدیق حسن خاںؒ، ان کے صاحبزادگان نواب علی حسن خاںؒ اور نواب نورالحسن خاںؒ، ناظم اول ندوۃ العلماء مولانا سید محمد علی مونگیریؒ، صاحب نزہۃ الخواطر مولانا سید عبدالحی حسنیؒ، صدر یار جنگ نواب مولانا حبیب الرحمٰن خاں شیروانیؒ، مفسر قرآن مولانا عبدالحق حقانیؒ، مولانا شاہ بدر علیؒ، حاجی ولی لکھنویؒ، مولانا حسام الدین نضلیؒ، مولانا سید عبدالغفار آسیونیؒ نے ان سے بیعت کی اور اجازت حاصل کی۔ ان کے علاوہ جن معاصر جلیل القدر علماء و مشائخ نے مولانا سے کسب فیض کیا ہے ان میں مولانا عبدالحیؒ فرنگی محلیؒ، مولانا شاہ سلیمان پھلوارویؒ، مولانا حبیب اللہ

فیض آبادیؒ (والد ماجد شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ) مولانا احمد رضا خاں بریلویؒ، مولانا اشرف علی تھانویؒ جنھوں نے نیل المراد فی السفر الی گنج مراد آباد نامی رسالہ میں مولانا کی خدمت میں اپنی حاضری کی روداد بیان کی ہے قابلِ ذکر ہیں۔

اتباع کتاب و سنت اور قرآن مجید واحادیث سے غیر معمولی شغف

مولانا گنج مراد آبادیؒ نے اپنی پوری زندگی کتاب و سنت کا پابند رہ کر گذاری۔ بلاشبہ ان کی حیات پوری طرح اتباع سنت میں ڈوبی ہوئی تھی، ان کو یہ تک گوارا نہ تھا کہ مسنون دعاؤں کے علاوہ مشائخ سے ماثور دعاؤں یا وظائف کا التزام کیا جائے۔ ایسی دعاؤں اور وظائف کے بارے میں استفسار کیا جاتا فرماتے "حدیث میں نہیں آیا ہے"۔ قرآن حکیم سے تعلق خاطر کا یہ عالم تھا کہ ایک موقع پر ارشاد فرمایا:

"اگر ہم کو قرآن شریف کے بدلے میں جنت ملے تو جنت لینا منظور نہیں، اگر قرآن شریف بھی ملے کچھ مضائقہ نہیں۔ ہمارے پاس جنت میں حوریں آئیں تو ان سے بھی ہم یہی کہیں گے آؤ بی بی بیٹھ جاؤ تم بھی قرآن شریف سنو"۔

ایک اور موقع پر ارشاد فرمایا:

"جو شخص قرآن مجید کے الفاظ اور معانی کی تحقیق اور چھان بین کرتا ہے اسکو وہ شخص جو تمام رات عبادت کرے نہیں پاتا"۔

اسی طرح مولانا کو حدیث و سنت سے نہایت شغف تھا، مولانا تھانویؒ نے نیل المراد میں ان کے درس حدیث کا ذکر خاص طور پر فرمایا ہے۔ ان کے اتباعِ سنت کا اعتراف اور اعتبار کرتے ہوئے مشہور اہلِ حدیث عالم مولانا نذیر حسین محدث دہلویؒ نے اپنے صاحبزادے کو تربیت کی خاطر ان کی خدمت میں روانہ فرمایا تھا۔ مولانا حفیظ اللہ

اعظمیؒ سابق مہتمم دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ جو مسلکاً اہلِ حدیث تھے مولانا کی جامعیت اور کمال اتباع سنت کے نہایت معترف تھے۔

مولانا کے نزدیک مسلکی اختلافات کی کوئی حیثیت نہ تھی۔ ان کی بنا پر تفریق بین المسلمین اور تکفیر مومنین ہرگز برداشت نہ کرتے تھے۔ ہمیشہ تقوائے قلب کو ملحوظ رکھتے تھے۔ مولانا تجمل حسین بہاریؒ نے اپنے رسالہ "کمالات رحمانی" (ص ۱۷۷) میں سرسید علیہ الرحمہ کے بارے میں مولاناؒ کا یہ ملفوظ نقل کیا ہے:

"جناب مولانا مونگیریؒ نے فرمایا ایک بار حضرت قبلہ حجرہ میں بیٹھے ہوئے تھے چند مولوی صاحبان صحن میں لڑ رہے تھے کہ سرسید روایات صحیح و متواتر کا انکار کرتا ہے کافر ہے حضرت قبلہ حجرے سے باہر نکلے مسجد میں تشریف لائے اور مولانا مونگیریؒ سے فرمایا یہ مولوی لوگ اس بیچارے کو کافر بناتے ہیں مگر اس کے قلب کی طرف تو دیکھو کیسا ہے"۔

مولاناؒ اپنے درس میں ہمیشہ عام فہم زبان استعمال فرماتے تھے۔ عام فہم پوربی زبان پر ان کو درک حاصل تھا۔ عارفانہ دوہے ان کی زبان پر رواں ہو جاتے مثلاً:

سرمہ دیوں تو کر کرا کجرا دیوں نہ جائے	جی نینن ماں پیو بسیں دوجے کون سمائے
میں پیا کی پیا موری سجنی	درس دکھائے کے لبھائے لیو رے

ترجمہ قرآن مجید کا عمدہ ذوق

قرآن حکیم کے الفاظ و معانی پر غور فرمایا کرتے اور عام فہم معانی بیان فرماتے، مفسر حقانی نے ان کی خدمت میں اپنی تفسیر پیش کی انھوں نے أَفَلَا يَنظُرُونَ إِلَى الْإِبِلِ كَيْفَ خُلِقَتْ (الغاشیہ: ۱۷) میں الابل کے معنی ان سے دریافت کیے مولانا حقانی نے عام طور پر معروف معنی اونٹ بتائے تھے مولانا نے ہنس کر فرمایا کہ یہاں الابل کے معنی بادل کے ہیں

(حاشیہ ص ۳۵۰ پر)

لفظ جلالت اللہ کا ترجمہ "من موہن" فرمایا اس سلسلہ میں قابل لحاظ ہے کہ بعض مفسرین "وَلَہٌ" سے اشتقاق بیان کرتے ہیں۔ جسکے معانی میں ایک معنی ہیں: "نہایت محبت و شیفتگی جس سے ہوش و حواس مغلوب ہو جائیں" LANE نے "مدالقاموس" ARABIC ENGLISH LEXICON 8:3060 میں انگریزی ترجمہ DISTRUETION IN LOVE لکھا ہے اور اسی طرح جلد اول صفحہ ۴۹۶ پر "حُبٌ" کے ذیل میں محبت کے مدارج میں وَلَہٌ کا ذکر کرتے ہوئے یہی معنی تحریر کیے ہیں۔

مولانا کا ترجمہ قرآن

مختلف مجالس میں مولانا ؒ نے کبھی ایک دو آیت کا، کبھی چند آیات کا اور کبھی پوری سورت کا ترجمہ بیان فرمایا جس کو قلم بند کر لیا گیا اور جمع کر کے پہلی بار مولانا ؒ کے خلیفہ حضرت مولانا شاہ تجمل حسین بہاری ؒ کے زیر اہتمام گلشن ابراہیمی پریس لکھنؤ سے "قرآن مجید مترجم ہندی بھاشا اردو میں" کے زیر عنوان طبع کرایا گیا۔ راقم الحروف نے مولانا ؒ کے متعدد تذکروں میں مختلف آیات کا ترجمہ دیکھا تھا لیکن اس مجموعہ کا محض نام ہی سُنا تھا۔ والد ماجد مولانا سید محمد عبدالغفار ندوی نگرامی نے بتایا کہ ایک نسخہ کتب خانہ دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ میں تھا جس کو بہت پہلے انھوں نے دیکھا اور پڑھا تھا لیکن راقم کو بڑی جستجو کے باوجود بھی کتب خانہ میں دستیاب نہ ہو سکا، تا آنکہ ۲۲ تا ۲۶ فروری ۱۹۸۹ء خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری پٹنہ کے زیر اہتمام قرآنیات پر جنوب ایشائی علاقائی سمینار کا انعقاد ہوا جس میں شرکت کی سعادت

(حاشیہ ص ۳۴۹) ۱؎ تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو راقم الحروف کا مقالہ زیر عنوان آیہ مذکورہ عربی ماہنامہ "البعث الاسلامی" ندوۃ العلماء لکھنؤ مجلد ۳۴ شمارہ ۲ مئی ۱۹۸۹ء ص ۶۶-۷۲۔

نصیب ہوئی، سمینار میں مولانا گنج مرادآبادی ؒ کے ترجمہ کا بھی ذکر ہوا اور خوشخبری دی گئی کہ عنقریب لائبریری اس کو اپنے زیر اہتمام شایع کرنے جا رہی ہے چنانچہ ۱۹۹۰ء میں یہ مجموعہ شائع ہوا اور ایک عزیز کے توسط سے ایک نسخہ کے حصول کی سعادت نصیب ہوئی۔ از سرِ نو کتابت کے بجائے مذکورہ بالا مطبوعہ گلشن ابراہیمی پریس کا فوٹو لے کر شایع کیا گیا ہے، البتہ اس مطبوعہ میں جو اغلاط باقی رہ گئی تھیں انکی تصحیحات آخر میں شامل کی گئی ہیں۔ ابتدا میں جناب نظر علی خاں کا جامع مقدمہ ہے۔ جس میں مولانا کے مختصر حالات زندگی اور ترجمہ کے بارے میں کچھ باتیں شامل ہیں۔

نظر علی خاں عرصہ سے سفارت خانہ کویت برائے ہند دہلی سے وابستہ ہیں، قرآنیات ان کا خاص موضوع ہے، مخطوطات اور مطبوعات دونوں پر کام کیا ہے، مقدمہ میں ترجمہ کا تعارف کراتے ہوئے لکھتے ہیں:

"یہ ترجمہ صرف چند سورتوں اور چند آیات پر مشتمل ہے، ترجمۂ مذکورہ اردو رسم الخط اور دیوناگری رسم الخط (بغیر متن قرآن شریف) دونوں میں چھپ چکا ہے لیکن اب کمیاب ہے۔"

"میرے بزرگ و کرمفرما علامہ سید اخلاق حسین صاحب دہلوی نے ایک روز دوران تذکرہ ترجمۂ مذکورہ مجھ سے فرمایا کہ ہمارے ایک مخلص دوست حافظ جمیل الرحمٰن صاحب دہلوی ہیں، ان کے پاس یہ ترجمہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حافظ صاحب موصوف کو قرآن کریم کے تراجم و تفاسیر کے مطالعے کا خصوصی ذوق عنایت فرمایا ہے، حافظ صاحب کو مختلف تراجم قرآن کی بہت سی عبارتیں حفظ ہیں، دیوناگری رسم الخط میں چھپا ہوا ترجمے کا ایک نسخہ اول و آخر سے تھوڑا ناقص

حافظ جمیل صاحب کو کسی ردی فروش کے ہاں نظر آیا، آپ نے اسے لیا اور پڑھا اور اردو رسم الخط میں اپنی صاحبزادی زاہدہ بیگم کی مدد سے اسے نقل کیا جو آپ کے پاس محفوظ ہے، میری طلب پر حافظ صاحب نے اردو نقل کردہ نسخہ مجھے مستعار عنایت فرمایا جزاہ اللہ خیرالجزاء، میں نے فوٹو کاپی کرنے کے بعد آپ کا نسخہ واپس کر دیا، اس ہندی نسخہ کا عنوان ہے "من موہن کی باتیں"۔ اسی کے بعد مزید تلاش کرنے پر خدابخش لائبریری پٹنہ میں اردو رسم الخط میں مطبوعہ نسخہ بھی بفضلہ تعالیٰ مل گیا۔"

"پوربی ہندی زبان میں یہ ترجمۂ کلام الٰہی بہت عمدہ، دل کو چھو لینے والا ترجمہ ہے کہ اس جیسا ترجمہ ہندی زبان میں نہ اس سے پہلے کیا گیا اور نہ آئندہ شاید کیا جا سکے۔ موجودہ دور میں ہندی زبان میں قرآن کریم کے متعدد ترجمے شایع ہوئے ہیں لیکن دل و دماغ کو متاثر کر دینے والی اور روح کو بالیدگی عطا کرنے والی جو کیفیت اس ترجمے میں ہے وہ کسی بھی دوسرے ہندی ترجمے میں نہیں ہے۔ اس کا سبب جناب منت اللہ صاحب رحمانی کی زبانی یہ ہے کہ "یہ ترجمہ زبان عشق میں کیا گیا ہے، اس کو زبانوں کے پیمانے سے ناپنا درست نہیں، یہ الہامی ترجمہ منشاء و مراد آیات قرآنی کا احاطہ کر لیتا ہے اور مفہوم آیات کی اس طرح وضاحت کرتا ہے کہ ذہن میں پیدا ہونے والے سوالات و خدشات خود بخود رفع ہو جاتے ہیں، بعض آیات کا ترجمہ پڑھ کر وجد طاری ہو جاتا ہے۔"

"حافظ جمیل صاحب مذکور پہاڑی بھوجلہ دہلی میں مندر والی گلی میں رہتے ہیں، اس چھوٹی سی گلی میں ایک قدیم مندر ہے جس کے نگراں ایک پنڈت جی ہیں، حافظ صاحب نے یہ نسخہ انہیں پڑھنے کے لیے دیا تاکہ وہ مطالعہ کے بعد اپنی رائے دیں، پنڈت جی نے

اسے پڑھا اور بہت ہی محظوظ ہوئے، پنڈت جی یہ ترجمہ واپس کرنا نہیں چاہتے تھے اسلیے آپ نے واپسی میں بہت دیر لگائی ہو سکتا ہے کہ نقل کر لیا ہو، نسخے کی واپسی کے وقت پنڈت جی نے فرمایا کہ "اس میں تو بڑا ہی رس ہے" اس سادہ اور مختصر جملے سے زیادہ اور کیا تعریف ہو سکتی ہے۔"

اس مجموعہ میں سورۂ فاتحہ، سورۂ مریم، سورۂ یٰسین، سورۂ رحمٰن، سورۂ واقعہ، سورۂ تغابن، سورۂ تبارک الذی (ملک)، سورۂ دہر، سورۂ نبا، سورۂ نازعات، سورۂ عبس، سورۂ تکویر، سورۂ انفطار، سورۂ تطفیف، سورۂ انشقاق، سورۂ بروج، سورۂ فلق، سورۂ ناس کا مکمل ترجمہ اور سورۂ بقرہ، سورۂ آل عمران، سورۂ اعراف، سورۂ یوسف، سورۂ کہف، سورۂ فتح، سورۂ نجم، سورۂ انبیاء، سورۂ حشر، سورۂ جمعہ کا جزوی ترجمہ[1] اور آخر میں بعض متفرق آیات و الفاظ کے معانی شامل ہیں، ساتھ ہی مولاناؒ کے بعض ملفوظات منقول ہیں ان میں ایک ملفوظ اس طرح ہے:

"حضور نے فرمایا کہ اس سے دو برس پہلے بھاشا ہندی زبان میں ترجمہ تیس پارہ قرآن کا تھا اب وہ گم ہوا۔"[1]

اسی مقام پر ایک اور ملفوظ اس طرح ہے:

---

[1] فخرالدین علی احمد کمیٹی اتر پردیش کے زیر اہتمام قومی یکجہتی کے موضوع پر ہونے والے ایک یادگاری خطبہ کی صدارت کرتے ہوئے اتر پردیش ہندی سنستھان کے سابق صدر ڈاکٹر شیو منگل سمن نے بتایا تھا کہ قرآن کریم کا سب سے پہلا ترجمہ ہندوستان میں سنسکرت زبان میں ہوا تھا، اس سلسلہ میں راقم نے پروفیسر نصار احمد فاروقی (سابق صدر شعبۂ اردو مسلم یونیورسٹی علیگڑھ) سے جن کی نظر ایسے مواد پر کافی گہری ہے استفسار کیا تو انھوں نے بتایا کہ میرے علم میں اتنا ضرور ہے کہ سورۂ فاتحہ کا سنسکرت ترجمہ ہوا تھا۔

"اگر ہندوستان میں قرآن نازل ہوتا تو اسی زبان بھاشا میں ہوتا ہم لوگوں میں باعتبار فصاحت و بلاغت زبان دہلی معتبر ہے اسی طرح ہندوؤں میں یہ بھاشا زبان معتبر ہے"

ترجمے کے بعض نمونے | ذیل میں ہم اس مجموعہ اور دیگر تذکروں میں مذکور بعض الفاظ کے معنی باعتبار حروف تہجی نقل کرتے ہیں۔

(الف) اِبِلٌ (بادل)، اَجْدَاثٌ (مرگھٹ) اَجْرٌ (نیگ)، اَحْسَنُ نَدِیًّا (سندر سبھا)، اَرَائِکُ (راج چوکی)، اِسْمَاعِیْلُ (مطیع اللہ)، اَشَدُّ (کرڑا، اکھڑ)، اَغْلَالًا (لوہے کی بھاری پاٹ)، اِلٰہٌ (ٹھاکر، مہاٹھاکر)

(ب) بُکْرَۃً (بھوارے)

(ت) تَفَاوُت (کان)

(ج) جَنَّۃٌ (بیکنٹھ)، جَنّٰتِ عَدْنٍ (سکھ سدا کا بسیرا) جَہَنَّمَ (نرک)

(ح) حَکِیْمٌ (سیانا)

(خ) خَتَمَ (ٹھپہ لگادیا)

(ذ) ذِکْرٌ (کتھا، سمجھوتی)

(ر) رِءْیًا (روپ سروپ)، رَبٌّ (پالتا)، رَحْمٰن (مہاداتا)، رِزْقٌ (انند بھوگ)، رَسُوْلٌ (سندیسی بسیٹھ، مہا سدھ)، رُشْدٌ (راہ)، رَیْحَان (اچھی باس کی بوٹی)

(ز) زَقُّوْم (تھوہڑ، سینڈ) زکوٰۃ (سنت دان)

(س) سُبَاتًا (سکھ بسرام)، سِجِّیْنٌ (کال کوٹھری)، سَلَامٌ (سکھ چین)
سَلْسَبِیْلُ (سُرَس ہندی لفظ सुरस معنی: میٹھا چشمہ)

(ص) صِرَاطُ مُسْتَقِیْمٌ (سدھ پنتھ)، صَرِیْخٌ (دہائی، گہار) صَلوٰۃ (پوجا)

صُوْرٌ (نرسنگھا)

(ع) عَبُوْسًا (کڑوا)، اَلْعُرْوَۃُ الْوُثْقٰی (پکا کڑا)، عَشِیًّا (سانجھ)

(غ) غَافِلُوْنَ (اچیت)، غُفْرَانَکَ (پاپ دھودے)، غَمٌّ (کراہ)

(ف) فُطُوْرٌ (کھونٹ)، اَلْفَجَرَۃ (چھنال)

(ق) قُرْآن (دعوت کی چٹھی)، قَرْنٌ (جگ)، قَوْم (جات، جانت بھانت) قِطْمِیْرًا (کرا)

(ک) کِتَابٌ (پران، آکاس باتی)، کَلِمٌ (بتیاں کیں)، اَلْکَفَرَۃ (ملیچھ)

(ل) لَا مَقْطُوْعَۃٍ (ان چکت)، لَا نُفَرِّقُ (ہم نہیں الگ الگ کرتے)

(م) مَا بَیْنَ اَیْدِیْہِمْ وَمَا خَلْفَہُمْ (آگل پاچھل)، مُبَارَکًا (بڑھتی والا بھگوان) مُتَّقِیْنَ (بھگتوں)، مُجْرِمُوْنَ (پاپیوں)، مَرْیَم (عابدہ، کنواری، ستونتی)، مُسْرِفُوْنَ (چنڈال)، مَغْفِرَۃٌ (پاپ ہرن)، مُقْمَحُوْنَ (اوپر مونڈھ کیے ہوئے)، مَلَکُوْت (راج)

(ن) نَبِیٌّ (اوتار، مہا سدھ)، نُزُلًا (نیوتا)، نُطْفَۃٌ (کام بوند)

(و) وَعْدَ (مہابدی کی)، وَلِیٌّ (ہیت میت)، وَیْلٌ (بری گت)

(ی) یٰسٓ (اے پورن جوت)، یَوْمِ الدِّیْنِ (چکوتی کا دن)

اس کے بعد ہم متفرق آیات کا ترجمہ نقل کرتے ہیں۔ بین القوسین سورہ اور آیت نمبر درج ہے:۔

(۱) بَدِیْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ — اے انوکھے بنانے والے آسمان اور زمین کے۔
(بقرہ: ۱۱۷، انعام ۱۰۱)

(۲) قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ — کہو تم اے محمدؐ! اگر تم چاہتے ہو اللہ کو

آیت	ترجمہ
فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ (آل عمران: ۳۱)	تو میری چال چلو کہ اللہ تم کو چاہے۔
(۳) وَحَسُنَ اُولٰئِکَ رَفِیْقًا (نساء: ۶۹)	اور کیا اچھا ساتھ ہے۔
(۴) فَلَمَّا تَجَلّٰی رَبُّہٗ لِلْجَبَلِ (اعراف: ۱۴۳)	جب اس کا نور اجیالا ہوا (مجموعہ میں سورۂ اعراف کی چند آیات کا ترجمہ شامل ہے ان میں یہ آیت بھی ہے اور ترجمہ یوں ہے: پھر اسکے پالتا کی جوت پربت پر روپی)
(۵) اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ (رعد: ۱۱)	اللہ نہیں بدلتا ہے کسی نعمت کو یعنی کسی کی دولت کو اور سلطنت کو جو دیا ہو کسی قوم کو مگر جب کہ وہ اپنے آپ کو بگاڑ دیں۔
(۶) اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ (ایضاً: ۲۸)	یاد رکھو کہ من موہن کی یاد میں دل کو آرام ہو جاتا ہے۔
(۷) اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِیْنَۃُ الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا (کہف: ۴۶)	دھن اور پوت سب سنگار ہیں دھرتی کے۔
(۸) وَکَانَ عِنْدَ رَبِّہٖ مَرْضِیًّا (مریم: ۵۵)	اور تھا اپنے رب کا پیارا۔
(۹) اِنِّیْ اٰنَسْتُ نَارًا (طٰہٰ: ۱۰، نمل: ۷، قصص: ۲۸)	جب اس کی آہٹ پائی۔
(۱۰) غُلِبَتِ الرُّوْمُ ـ وَہُمْ مِّنْ بَعْدِ غَلَبِہِمْ سَیَغْلِبُوْنَ (روم: ۲، ۳)	ہار گئے روم اور ہارنے کے پیچھے تھوڑے روز میں جیت جاویں گے۔
(۱۱) تَتَجَافٰی جُنُوْبُہُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ	بندے ہمارے خالی کرتے ہیں اپنے پہلو کو

آیت	ترجمہ
یَدْعُوْنَ رَبَّہُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا (سجدہ: ۱۶)	بیٹھنے سے اور پکارتے ہیں اپنے رب کو اور دسے خوف و طمع کے۔
(۱۲) اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ (احزاب: ۵۶)	اللہ اور اس کے فرشتے رحمت بھیجتے ہیں محمدؐ صاحب پر۔
(۱۳) وَاَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّہَا (زمر: ۶۹)	اور جگمگا اٹھی دھرتی پالنہار کی جوت سے
(۱۴) لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ (شوریٰ: ۱۱)	نہیں ہے مثل المثل اسکے کوئی شے۔
(۱۵) یٰٓاَیُّہَا النَّبِیُّ اِذَا جَآءَکَ الْمُؤْمِنٰتُ یُبَایِعْنَکَ فَبَایِعْہُنَّ اَنْ لَّا یُشْرِکْنَ بِاللّٰہِ شَیْئًا وَّلَا یَسْرِقْنَ وَلَا یَزْنِیْنَ (ممتحنہ: ۱۲)	اے نبیؐ! جب تیرے پاس عورتیں مرید ہونے کو آویں تب تم مرید کرو اس بات پہ کہ نہ شریک کریں خدا کو کسی شے میں اور چوری نہ کریں اور زنا نہ کریں۔

آخر میں مجموعہ سے سورہ وار منتخب تراجم پیش خدمت ہیں :۔

سورۂ فاتحہ

آیت	ترجمہ
(۱) اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ (۵)	ہم تیرا ہی آسرا چاہتے ہیں اور تجھی کو پوجتے ہیں۔

سورۂ بقرہ

آیت	ترجمہ
(۲) اَلَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ وَیُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَمِمَّا رَزَقْنٰہُمْ	جو ان دیکھے / بن دیکھے دھرم لاتے ہیں اور پوجا کو سنوارتے ہیں اور ہمارے

يُنْفِقُوْنَ (۳)	دیے کا دان بھی کرتے ہیں۔
(۳) وَعَلٰٓى اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ (۷)	اور ان کے نینوں میں موتیا بھرا ہوا ہے۔
(۴) اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ (۱۶۴)	آکاش اور دھرتی کے بنانے میں اور دن رات کے ایرا پھیری
(۵) مَنْ ذَا الَّذِیْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗ اِلَّا بِاِذْنِهٖ (۲۵۵)	کون ہے جو اس کے یہاں بنا حکم کچھ کہہ سن سکے۔
(۶) وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ (ایضاً)	اس کی راج چوکی میں آکاس اور دھرتی سما رہے ہیں۔
(۷) لَاۤ اِكْرَاهَ فِی الدِّيْنِ (۲۵۶)	پریم مت میں کوئی دباؤ نہیں۔
(۸) وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِیْۤ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ (۲۸۴)	چاہے کھولے کرو چاہے چھپے کرو۔
(۹) وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ (ایضاً)	اور اللہ کو ہر چیز کا بوتہ ہے۔
(۱۰) لَا تُؤَاخِذْنَاۤ اِنْ نَّسِيْنَاۤ اَوْ اَخْطَاْنَا (ایضاً)	نہ پکڑیو ہماری بھول چوک۔
(۱۱) لَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ (ایضاً)	نہ رکھ ہم پر وہ کہ جس کا ہم کو بوتا نہیں۔

سورۂ آل عمران

(۱۲) تُؤْتِی الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ (۲۶)	تو جسے چاہے راج گدی دے اور جسے چاہے راج چھین کے بھوئیں ٹیک دے۔

سورۂ اعراف

(۱۳) وَاَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِيْنَ (۱۴۳)	اور میں سب دھرمیوں کا پردھان دھرمی ہوں۔

سورۂ یوسف

(۱۴) وَرَاوَدَتْهُ الَّتِیْ هُوَ فِیْ بَيْتِهَا وَغَلَّقَتِ الْاَبْوَابَ وَقَالَتْ هَيْتَ لَكَ (۲۳)	اور جس رانی کے گھر وہ رہتا تھا اسی نے من موہا اور دروازے بند کر بولی آؤ میں بنی ٹھنی ہوں۔

سورۂ کہف

(۱۵) اِنَّمَاۤ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ (۱۱۰)	میں تو تمہارا ساتھی ہوں
(۱۶) وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖۤ اَحَدًا (ایضاً)	اور اس کی پوجا میں کسی اور کو ساجھی نہ بنائے۔

سورۂ مریم

(۱۷) وَاشْتَعَلَ الرَّاْسُ شَيْبًا (۴)	اور سر میں بڑھاپا چمک آیا۔
(۱۸) وَلَمْ اَكُنْۢ بِدُعَآئِكَ رَبِّ شَقِيًّا (ایضاً)	اور میں تجھ سے مانگ کر کبھی نراس اور ابھاگ نہیں ہوا۔
(۱۹) هُوَ عَلَیَّ هَيِّنٌ (۹، ۲۱)	یہ کام ہمارے اوپر سہج ہے وہ مجھ پر

آیت	ترجمہ
	سچ ہے ۔
(۲۰) فَاَرْسَلْنَا اِلَیْهَا رُوْحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا (۱۷)	سو ہم نے اسکے پاس ہمیشہ سندیسی بھوایا تو پھر وہ پورا منو مورت بنکر اس کے سامنے آیا ۔
(۲۱) قَالَتْ اَنّٰی یَكُوْنُ لِیْ غُلَامٌ وَّلَمْ یَمْسَسْنِیْ بَشَرٌ وَّلَمْ اَكُ بَغِیًّا (۲۰)	بولی میرے مالک کون بدھ ہوگا میرے بھتھا ہی کہ کسی منشی نے مجھکو چھوا تک نہیں اور نہ میں بیسیا ہوں ۔
(۲۲) وَكَانَ اَمْرًا مَّقْضِیًّا (۲۱)	اور یہ کاج ہونہار ہے ۔
(۲۳) فَحَمَلَتْهُ فَانْتَبَذَتْ بِهٖ مَكَانًا قَصِیًّا (۲۲)	پھر وہ پیٹ سے ہوئی سو اسکو لے کر وہ دور جنگل میں چلی گئی ۔
(۲۴) وَهُزِّیْٓ اِلَیْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ (۲۵)	اور تو اپنے اوپر چھوہارے کے ٹھو کو ہلاؤ ۔
(۲۵) لَقَدْ جِئْتِ شَیْئًا فَرِیًّا (۲۷)	اور تو نے بہت برا اچنبھے کا کام کیا ۔
(۲۶) ذٰلِكَ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ (۳۴)	یہ کتھا عیسیٰ مریم کے پوت کی ہے ۔
(۲۷) وَاذْكُرْ فِی الْكِتٰبِ اِبْرٰهِیْمَ (۴۱)	اور اس کاش پاتی میں تو ابراہیم کتھا سُن
(۲۸) وَلَا یُغْنِیْ عَنْكَ شَیْئًا (۴۲)	اور نہ تجھ سے کچھ ٹال ٹلا سکتا ہے ۔
(۲۹) اَرَاغِبٌ اَنْتَ عَنْ اٰلِهَتِیْ یٰٓاِبْرٰهِیْمُ (۴۶)	کیا تو اے ابراہیم میرے دیوتاؤں سے کتراتا ہے ۔
(۳۰) وَمَا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ (۴۸)	جنکو تم من موہن تیاپوجتے ہو ۔

آیت	ترجمہ
(۳۱) وَمَا یَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ (۴۹)	جسن کو من موہن کہہ پوجتے ہو ۔
(۳۲) وَقَرَّبْنٰهُ نَجِیًّا (۵۲)	اور کانا پھوسی کرنے کو اپنے پاس کیا ۔
(۳۳) وَرَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِیًّا (۵۷)	اور اس کو ہم نے اونچے کھنڈ اکاس پر چڑھا لیا ۔
(۳۴) اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ (۵۷)	جن پر من موہن کی دیا بھی ہے ۔
(۳۵) اِذَا تُتْلٰی عَلَیْهِمْ اٰیٰتُ الرَّحْمٰنِ خَرُّوْا سُجَّدًا وَّبُكِیًّا ۔	جب ان لوگوں پر دیا داتا کے اشلوک پڑھے جاتے ہیں بھومیں پر ماتھا ٹیکتے ہوئے اور روتے ہوئے گر پڑتے ہیں ۔
(ایضاً مقام سجدہ)	
(۳۶) فَخَلَفَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ (۵۹)	پھر انکی جگہ ان کے پیچھے کپوت ہوئے انھوں نے پوجن چھوڑ دی اور کام دیو کے پیچھے ہو لیے ۔
(۳۷) وَلَا یُظْلَمُوْنَ شَیْئًا (۶۰)	اور وہ کچھ ستائے نہیں جائیں گے ۔
(۳۸) لَا یَسْمَعُوْنَ فِیْهَا لَغْوًا (۶۲)	وہاں وہ بک بک جھک جھک نہیں سنیں گے ۔
(۳۹) لَسَوْفَ اُخْرَجُ حَیًّا ۔ (۶۶)	سچ مچ مرگھٹ سے جیتا نکال لیا جاؤں گا ۔
(۴۰) وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا (۷۱)	اور تم سے کوئی وہاں جانے بنا نہ رہے گا ۔
(۴۱) فَلْیَمْدُدْ لَهُ الرَّحْمٰنُ مَدًّا (۷۵)	دیا داتا اس کی لانبی ڈور چھوڑ دیتا ہے ۔

(۴۲) تَؤُزُّهُمْ اَزًّا (۸۳) — انکو خوب ساہشکاتے بدکاتے ہیں۔

(۴۳) وَتَنْشَقُّ الْاَرْضُ (۹۰) — اور دھرتی ترڑک جائے۔

(۴۴) وَمَا يَنْبَغِيْ لِلرَّحْمٰنِ اَنْ يَّتَّخِذَ وَلَدًا (۹۲) — اور مہا داتا کو کہاں بھاتا ہے کہ کوئی کو اپنا پوت بناوے۔

(۴۵) لَقَدْ اَحْصٰهُمْ وَعَدَّهُمْ عَدًّا (۹۴) — سچ اس نے سینت دھرا ہے اور ان کی گنتی گن رکھی ہے۔

سورۂ انبیاء

(۴۶) وَذَا النُّوْنِ اِذْ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا (۸۷) — اور تو مچھ بھوج اوتار کی کتھا سُن جب وہ جھنجھلا کر چلے۔

(۴۷) وَاَنْتَ خَيْرُ الْوٰرِثِيْنَ (۸۹) — اور تو اچھا پوت دیون ہار ہے۔

سورۂ یٰسین

(۴۸) وَكُلَّ شَيْءٍ اَحْصَيْنٰهُ فِيْ اِمَامٍ مُّبِيْنٍ (۱۲) — اور سب کچھ ہم نے چٹی مول پتری میں ٹانک رکھا ہے۔

(۴۹) اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰى اَفْوَاهِهِمْ (۶۵) — اس دن ہم انکے منہ موند دیں گے۔

(۵۰) وَلَوْ نَشَاءُ لَمَسَخْنٰهُمْ عَلٰى مَكَانَتِهِمْ (۶۷) — اور جو ہم چاہیں ان کو جہاں تہاں پتھرا دیں۔

سورۂ فتح

(۵۱) كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْئَهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى — کھیتی کی طرح اچھی طرح جم کر لہلہائے کر سیدھی ہو ڈانٹی اسکی۔

عَلٰى سُوْقِهٖ (۲۹)

سورۂ رحمٰن

(۵۲) عَلَّمَهُ الْبَيَانَ (۴) — اسکو سندر بولنا سکھایا۔

(۵۳) وَلَا تُخْسِرُوا الْمِيْزَانَ (۹) — اور تولائی میں جھونک نہ مارو۔

(۵۴) رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ وَرَبُّ الْمَغْرِبَيْنِ (۱۷) — وہی چاروں کھونٹ کا مہاراج ہے۔

(۵۵) يَسْئَلُهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِيْ شَاْنٍ (۲۹) — سارا سنسار اسی کے دوارے کا بھکاری ہے وہ نس دن نرنکار ہے۔

(۵۶) يُعْرَفُ الْمُجْرِمُوْنَ بِسِيْمٰهُمْ فَيُؤْخَذُ بِالنَّوَاصِيْ وَالْاَقْدَامِ (۴۱) — پاپی کالے مکھڑے سے پہچان کر اینڈی چوٹی سے باندھ لیے جاویں گے۔

(۵۷) تَبٰرَكَ اسْمُ رَبِّكَ ذِي الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ — تیرے پالنہار جوت کے داتا کا بڑے شوبھا کا ناؤں ہے۔

سورۂ واقعہ

(۵۸) اِذَا رُجَّتِ الْاَرْضُ رَجًّا (۴) — جب دھرتی میں بھاری بھونچال پڑے گا۔

(۵۹) وَبُسَّتِ الْجِبَالُ بَسًّا (۵) — اور پہاڑ چکس چورا ہو جائیں گے۔

(۶۰) لَا يُصَدَّعُوْنَ عَنْهَا وَلَا يُنْزِفُوْنَ (۱۹) — اس سے ان کا مونڈ نہیں پراتا نہ وہ مدھ مات ہوتے ہیں۔

(۶۱) وَفَاكِهَةٍ مِّمَّا يَتَخَيَّرُوْنَ (۲۰)	اور جی بھاتے ہوئے پھل۔
(۶۲) جَزَآءً بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ (۲۴)	انکی سُکرنی کا پھل ہے۔
(۶۳) وَكَانُوْا يُصِرُّوْنَ عَلَى الْحِنْثِ الْعَظِيْمِ (۴۶)	اور مہا پاپ پچھ پنے اڑ پر اڑے ہوئے تھے۔
(۶۴) اَئِذَا مِتْنَا (۴۷)	کیوں جی جب مریں گے۔
(۶۵) هٰذَا نُزُلُهُمْ يَوْمَ الدِّيْنِ (۵۶)	یہ ان کا لیوا دیہے کے دن کا چارہ پانی ہے۔
(۶۶) لَوْ نَشَآءُ لَجَعَلْنٰهُ حُطَامًا (۷۰)	جو ہم چاہیں اسکو سوہا کر دیں۔
(۶۷) لَوْ نَشَآءُ جَعَلْنٰهُ اُجَاجًا (۷۰)	جو ہم چاہیں اسکو کھاری کڑوا کر دیں۔

سورۂ حشر

(۶۸) لَا يَسْتَوِيْٓ اَصْحٰبُ النَّارِ وَاَصْحٰبُ الْجَنَّةِ (۲۰)	نرک کے بسیاں اور بیکنٹھ باسی برابر نہیں۔

سورۂ جمعہ

(۶۹) يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ (۹)	اے دھرمی لوگو جب شکروار کی پوجا کی پکار ہو تو من موہن کی جپا کو جھپٹ چلو اور بیچ بیوہار چھوڑ دیو۔

سورۂ تغابن

(۷۰) يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ	آکاش اور دھرتی کا سب کچھ

وَالْاَرْضِ (۴)	جانت ہے۔
(۷۱) وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ (ایضاً)	اور من موہن من کی باتوں کا بھی گیانی ہے۔
(۷۲) يُكَفِّرْ عَنْهُ سَيِّاٰتِهٖ (۹)	تو من موہن اسکے پاپ جھاڑ دیگا۔
(۷۳) وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ (۱۳)	اور دھرمیوں کو اچت ہے کہ من موہن کا بھروسہ رکھیں۔
(۷۴) اِنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ (۱۵)	سوائے اسکے اور کچھ نہیں کہ تمہاری سنپت اور پوت بکھیڑے ہیں۔

سورۂ ملک

(۷۵) ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ (۴)	پھر بار بار تو آنکھ پھرا کر دیکھ لے
(۷۶) تَكَادُ تَمَيَّزُ مِنَ الْغَيْظِ (۸)	تاؤ سے پھٹی پڑتی ہے۔
(۷۷) وَاَسِرُّوْا قَوْلَكُمْ اَوِ اجْهَرُوْا بِهٖ (۱۳)	اور چاہے تم کانا پھوسی کرو یا گُہراؤ
(۷۸) اِنْ اَصْبَحَ مَآؤُكُمْ غَوْرًا (۳۰)	اگر بھور ہوتے ہی جل پانی سوکھ جاوے

سورۂ دہر

(۷۹) لَمْ يَكُنْ شَيْئًا مَّذْكُوْرًا (۱)	اس کا چرچا بھی نہ تھا۔
(۸۰) وَلَقّٰهُمْ نَضْرَةً وَّسُرُوْرًا (۱۱)	اور انکو بہت ہریایا اور پھلیایا۔
(۸۱) لَا يَرَوْنَ فِيْهَا شَمْسًا وَّلَا زَمْهَرِيْرًا (۱۳)	نہ گھام کی گرمی اور نہ جاڑے کی سردی۔
(۸۲) اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ يُحِبُّوْنَ الْعَاجِلَةَ (۲۷)	یہ لوگ تو دنیا کار دگڑ چاہتے ہیں۔

سورۂ نبا

(۸۳) اَلَّذِیۡ ھُمۡ فِیۡہِ مُخۡتَلِفُوۡنَ (۳) — جس میں وہ لوگ الٹی سیدھی ہانک رہے ہیں۔

سورۂ نازعات

(۸۴) وَالۡجِبَالَ اَرۡسٰھَا (۳۲) — اور پہاڑوں کی اس میں کیلیں ٹھونک دیں۔

(۸۵) فَاَمَّا مَنۡ طَغٰی (۳۷) — پھر جس نے سر اٹھایا۔

(۸۶) اَیَّانَ مُرۡسٰھَا (۴۲) — اسکا لنگر کب پڑے گا۔

سورۂ عبس

(۸۷) اَنَّا صَبَبۡنَا الۡمَآءَ صَبًّا (۲۵) — کہ ہم نے جھاجم برکھا برسائی۔

(۸۸) ثُمَّ شَقَقۡنَا الۡاَرۡضَ شَقًّا (۲۶) — پھر ہم نے تڑاتڑ دھرتی پھاڑی۔

سورۂ تکویر

(۸۹) وَمَا صَاحِبُکُمۡ بِمَجۡنُوۡنٍ (۲۲) — اور تمہارا سنگاتی بولا نہیں ہے۔

سورۂ انشقاق

(۹۰) فَسَوۡفَ یُحَاسَبُ حِسَابًا یَّسِیۡرًا (۸) — سو اس کا سچ لیکھا جوکھا کیا جائیگا۔

سورۂ بروج

(۹۱) وَاللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ شَہِیۡدٌ (۹) — اور من موہن ہر کوئی پر جھانک تانک رکھنے والا ہے۔

(۹۲) فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیۡدُ (۱۶) — جو چاہے سو کرے ہے۔

سورۂ فلق

(۹۳) مِنۡ شَرِّ مَا خَلَقَ (۲) — بسہر چیزوں کی برائی سے۔

سورۂ ناس

(۹۴) مَلِکِ النَّاسِ (۲) — لوگوں کے مہاراج

(۹۵) الَّذِیۡ یُوَسۡوِسُ فِیۡ صُدُوۡرِ النَّاسِ (۵) — جو لوگوں کے جیوں میں دبدھا ڈالتا ہے۔

کتابیات

۱۔ من موہن کی باتیں (ترجمۂ آیات و سور قرآن) از مولانا شاہ فضل رحمٰن گنج مرادآبادی شایع کردہ خدابخش اورینٹل پبلک لائبریری پٹنہ ۱۹۹۰ء

۲۔ تذکرۂ انعامات رحمٰن از مولانا سید محمد عبدالغفار ندوی نگرامی لکھنؤ ۱۹۹۳ء

۳۔ تذکرۂ اویس زمان حضرت مولانا شاہ فضل رحمٰن گنج مرادآبادیؒ از مولانا سید ابوالحسن علی ندوی بار اول لکھنؤ۔

۴۔ کمالات رحمانی از مولانا تجمل حسین بہاریؒ۔

۵۔ فیل المرام فی السفر الی گنج مرادآباد از مولانا اشرف علی تھانویؒ

۶۔ لغات القرآن اول از مولانا عبدالرشید نعمانی۔ ندوۃ المصنفین دہلی طبع پنجم ۱۹۷۷ء

۷۔ مدّ القاموس (ARBIC ENGLISH LAXICON) BY ADWARAD WILLIAMLANE, AES REPRINT NEW DELHI 1985

سنسکرت سے ماخوذ عربی۔ فارسی اور اردو کا ادب

از جناب رام لعل نابھوی

(۲)

مختلف کتب فارسی

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف یا مولف	مخطوطہ یا مطبوعہ	تاریخ مخطوطہ	سال طباعت نام پریس	صفحات	سائز	منظوم یا منثور	کیفیت
۱	امرت کنڈ								(بھوجر برہمن) نے سنسکرت کی ایک کتاب امرت کنڈ قاضی رکن الدین سمرقندی کو پیش کی۔ قاضی نے اسکا ترجمہ پہلے فارسی میں اور پھر عربی میں کیا۔ ص۳۔ کتاب بنگال کا پوتھی ادب۔ ادارہ مطبوعات پاکستان کراچی AN EARLY ARABIC WORK OF MUSLIM BENGAL از قاضی احمد میاں اختر جوناگڑھی۔ مطبوعہ پاکستان ہسٹاریکل سوسائٹی
۲	اتھروَن وید	حاجی ابراہیم سرہندی							دیکھئے "دربار اکبری" از محمد حسین آزاد۔ حاجی ابراہیم سرہندی نے ترجمہ کیا۔ اس ترجمہ کا قلمی نسخہ مسلم یونیورسٹی میں موجود ہے۔ (مقالات شبلی ج ۶ ص ۱۰۵)

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف یا مولف	مخطوطہ یا مطبوعہ	تاریخ مخطوطہ	سال طباعت نام پریس	صفحات	سائز	منظوم یا منثور	کیفیت
۳	لیلاوتی	فیضی							دیکھئے مقالات شبلی جلد ششم صفحہ ۱۰۹
۴	تاجک	مکمل خاں گجراتی							ایضاً
۵	نل دمن	فیضی	مطبوعہ						قلمی نسخہ کتب خانہ نابھوی میں ہے۔ سنسکرت کی جو کتابیں مہیا کی گئیں وہ نجوم۔ طب۔ بیطاری۔ سپہ گری۔ اخلاق۔ فلسفہ۔ مذہب۔ ناول اور ڈراما کے متعلق تھیں۔ دیکھئے مقالات شبلی جلد ششم صفحہ ۱۰۲۔
۶	تتوا پدیش								فارسی میں سنسکرت کی کتاب تتوا پدیش کا ترجمہ کیا گیا۔ دیکھئے مقالات نگارستان جلد اول ص ۷۶۔
۷	پنچ تنتر								سو برس کے بعد منصور کو اس پہلوی (پنچ تنتر) ترجمے کا ایک نسخہ مل گیا اور اس نے اس کا ترجمہ عربی میں کرایا دسویں صدی میں اس کا ترجمہ فارسی نظم میں ہوا۔ دیکھئے تمدن ہند صفحہ ۳۳۹۔
۸	کلیلہ دمنہ کا ترجمہ انوار سہیلی	ملا حسین واعظ							دیکھئے دربار اکبری از محمد حسین آزاد
۹	اپنشد سر اکبر	دارا شکوہ							AH ۱۰۶۷ میں ترجمہ ہوا۔

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف یا مولف	مخطوطہ یا مطبوعہ	تاریخ مخطوطہ	سال طباعت نام پریس	صفحات	سائز	منظوم یا منثور	کیفیت
۱۰	سنگھاسن بتیسی / نامہ خرد افزا	فیضی / عبد القادر							دیکھئے زبان و ادب بہار اردو اکاڈمی اپریل سنہ ۱۹۷۶ء صفحہ ۲۴ اور دربار اکبری صفحہ ۵۳۸۔
۱۱	راج ترنگنی	فیضی							" "
۱۲	راج ترنگنی								زین العابدین کے دور حکومت ۱۴۲۰ - ۱۴۷۰ میں راج ترنگنی کا سنسکرت سے فارسی میں ترجمہ ہوا دیکھا زبان و ادب بہار اردو اکاڈمی۔ اپریل سنہ ۱۹۷۶ء صفحہ ۲۴۔
۱۳	ستر اکبر	محمد دارا شکوہ	قلمی			۷۲۰			دیکھئے نسخہ ہائے خطی کتابخانہ ندوۃ العلما صفحہ ۷۷۰ ایران کلچرل ہاؤس نئی دہلی۔
۱۴	مثنوی نل دمن	فیضی فیاضی				۲۶۰			" صفحہ ۲۵۹ "
۱۵	"					۲۵۴			شکستہ نستعلیق " " "
۱۶	ترجمہ لیلاوتی	فیضی	قلمی			۹۸			نستعلیق " صفحہ ۵۹ "
۱۷	اشیا و گرگیتا وید آجنا	نامعلوم	"			۷۹			فہرست خطی کتابخانہ کشمیر ایران کلچرل ہاؤس نئی دہلی صفحہ ۳۹۔
۱۸	"	"	"			۲۰			" "
۱۹	انوپان ستیہ	"	"			۱۵			نستعلیق " " صفحہ ۵۰
۲۰	وانسا دیلے بکرماجیت	"	"			۷۰			" " " " ۱۳۲

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف یا مولف	مخطوطہ یا مطبوعہ	تاریخ مخطوطہ	سال طباعت نام پریس	صفحات	سائز	منظوم یا منثور	کیفیت
۲۱	افسانہ ہائے بکرماجیت	نامعلوم	"			۸۸			فہرست خطی کتابخانہ کشمیر ایران کلچرل ہاؤس نئی دہلی صفحہ ۱۳۴
۲۲	"	"	"			۷۶			شکستہ " " ۱۳۳
۲۳	"	•	"			۲۲۴			" " " "
۲۴	"	"	قلمی			۱۴۵			نستعلیق " " " "
۲۵	انوار سہیلی	ملا حسین کاشفی	"			۳۰۶			شکستہ " " ۱۳۴ سنسکرت کتاب پنچ تنتر کا ترجمہ ہے۔
۲۶	•	"	"			۳۲۱			نستعلیق " " " "
۲۷	سواد استاق منظوم	نامعلوم	"			۲۲۵			" " " صفحہ ۱۳۵
۲۸	بکرماجیت داستانہا	"	"			—			" " " " " ۱۳۹
۲۹	ترجمہ کتاب باراسی	عبد العزیز شمس تھانیسری	"			۲۷۶			" نسخہ ہائے خطی فارسی بھوپال " صفحہ ۱۷، یہ سنسکرت نجوم کی کتاب کا ترجمہ ہے۔
۳۰	ترجمہ بیرہ جاتک در علم نجوم	کرپاناتھ	"			—			" " " " " صفحہ ۷۲
۳۱	ترجمہ مانکتوہل راگ درپن	فقیر اللہ	"			—			سنسکرت موسیقی کی کتاب کا ترجمہ ہے۔

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف یا مولف	مخطوطہ یا مطبوعہ	تاریخ مخطوطہ	سال طباعت نام پریس	صفحات	سائز	منظوم یا منثور	کیفیت
۳۲	ترجمہ لیلاوتی	قاضی حسن	قلمی			—			نستعلیق نسخہ ہائے خطی فارسی بھوپال سنسکرت ریاضی کی کتاب کا ترجمہ ہے۔
۳۳	سرِ اکبر	دارا شکوہ	"			۴۷۶			" " " اپنشدوں کا ترجمہ ہے۔
۳۴	مثنوی نل دمن	فیضی	"			—			شکستہ " " صفحہ ۱۱۰
۳۵	"	"	"						" " " "
۳۶	انوار سہیلی	ملا حسین واعظ	"			—			نستعلیق " " " ۱۷۰ سنسکرت پنچ تنتر کا ترجمہ ہے۔
۳۷	"								نستعلیق و شکستہ " " " "
۳۸	نل دمن	فیضی				۲۳۰			" نسخہ ہائے خطی فارسی کتب خانہ راجہ محمود آباد لکھنؤ۔ ایمان کلچرل ہاؤس دہلی صفحہ ۴۰۵
۳۹	"	"				۱۹۸			" " " " "
۴۰	لیلاوتی	بھاسکر آچاریہ				۸۴			" " " " ۵۵۰
۴۱	"					۱۰۸			" " " " "
۴۲	کشف الاسرار (سنسکرت سے)	نامعلوم	قلمی			۵۸			" " " صفحہ ۸۷
۴۳	جوگ بھاسکر	پیر محمد صوفی شریف	"			۸			" " " " ۱۶۲۰
۴۴	نتھو دا دل (سنسکرت سے)	ہزاری لال اشکی	"			۱۶			" " " " ۲۴۲۰

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف یا مولف	مخطوطہ یا مطبوعہ	تاریخ مخطوطہ	سال طباعت نام پریس	صفحات	سائز	منظوم یا منثور	کیفیت
۴۵	سنگھاسن بتیسی (سنسکرت سے)		قلمی			—			ترجمہ ہائے متون فارسی بہ زبان ہائے پاکستانی مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان صفحہ ۲۶۷۔
۴۶	طوطی نامہ (سنسکرت سے)	—	مطبوعہ		۱۳۱۳ ہجری حیدرآباد دکن			منظوم	" " " "
۴۷	"		"						" " " "
۴۸	"	ابن نشاطی	"		"	۳۱۷		"	" " " "
۴۹	"	سید محمد قادری	"		بمبئی	۱۳۰۴ ہجری			" " " ۲۶۸
۵۰	"	ابوالفضل	قلمی			۱۰۱۱ ہجری			" " " "
۵۱	" ترجمہ	ناشناس	"						" " " ۲۶۹
۵۲	نل و دمن	فیضی	مطبوعہ		کلکتہ کانپور	۱۲۴۷ھ ۱۳۲۲ھ			" " " ۲۷۸
۵۳	وکرم اروسی	شریف علی	"		لاہور				" " " ۲۷۹
۵۴	انوار سہیلی	قلمی	قلمی		۹۱۰ ہجری	۹۱۰ ہجری			" " " ۳۵۲
۵۵	"	"	"						ترجمہ عبدالغفور والی سوات " "
۵۶	"	حسین واعظ کاشفی	"		۹۱۰ ہجری	۹۱۰ ہجری ۳۲۷ ورق			فہرست مخطوطات شفیع لاہور ۲۳۱
۵۷	طوطی نامہ	ضیاء الدین	"		۱۰۳۴ ہجری	۲۰۱ ورق			نستعلیق " ۲۶۷
۵۸	راگ مالا		"			۱۴۱ ورق			" " ۳۳۵
۵۹ تا ۶۱	طوطی نامہ		"						چار نسخے ہیں سب قلمی " ۴۶۷
۶۲	محیط معرفت	مہاراج چرنداس	"			۲۵۷			نستعلیق " " ۶۵

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف مولف	مخطوطہ مطبوعہ	تاریخ مخطوطہ	سال طباعت نام پریس	صفحات	سائز	منظوم منثور	کیفیت
۶۳	محیط معرفت	مہاراج چرنداس	قلمی						نستعلیق فہرست نسخہ ہائے خطی فارسی بمبئی کتب خانہ مرکز تحقیقات فارسی ایران پاکستان صفحہ ۶۶ دوسرا نسخہ
۶۴	ستر اکبر	دارا شکوہ	″						″ ″ ″ ″ ۶۲
۶۵	″	″	″						″ ″ ″ ″ ″
۶۶	انوار سہیلی	–	″						″ ″ ″ ″ ۱۰
۶۷	پریمن اپنشد	″	″						دیکھئے فہرست برائے کتب عربی و فارسی سکھ ریفرنس لائبریری گوردوارہ پربندھک کمیٹی امرتسر صفحہ ۷
۶۸	سنگھاسن بکرماجیت	″					۲۳x ۱۴سم		دیکھئے فہرست مخطوطات و نادر مطبوعات عجائب گھر لاہور ۱۹۷۱ء صفحہ ق
۶۹	ستر اکبر	″	″			۲۲۰	۶½ x ۱۰½		تفصیلی فہرست مخطوطات فارسیہ پنجاب پبلک لائبریری لاہور ۱۹۷۶ء صفحہ ۷۰
۷۰	نل دمن	فیضی		۱۰۸۶ ہجری		۱۲۶	۷x۴¾		″ ″ ″ ″ ۱۱۶
۷۱	گلزار حال یا پربودھ چندرودے ایک زبان سنسکرت					۵۴	x۴½ ۸½		یہ سو سال پرانا نسخہ ہے ″ ″ ۱۴۲
۷۲	انوار سہیلی					۳۲۴	۸x۴½		″ ″ ″ ۱۴۵
۷۳	عیار دانش اصل نسخہ سنسکرت	ابوالفضل				۳۹۴	x۴½ ۷½		″ ″ ″ ۱۴۶

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف مولف	مخطوطہ مطبوعہ	تاریخ مخطوطہ	سال طباعت نام پریس	صفحات	سائز	منظوم منثور	کیفیت
۷۴	نل دمن	احمد سلہوری	مطبوعہ						دیکھئے یونیورسٹی اورینٹل کالج کے اساتذہ کا تحقیقی سرمایہ لاہور ۲۰۶
۷۵	بیتال پچیسی		″						″ ″ ″ ″ ۲۵۴
۷۶	ستر اکبر	دارا شکوہ	قلمی						فہرست مخطوطات شیرانی جلد دوم ص ۳۲۸
۷۷	بھگت مالا	سیالکوٹی	″		۱۰۹۲ ہجری				″ ″ ″ ″ ۲۶۷
۷۸	″		″		۱۸۸۱ بکرمی				″ ″ ″ ″ ″
۷۹	″				۱۸۲۶ء				″ ″ ″ ″ ″
۸۰	″				–				″ ″ ″ ″ ″
۸۱	″				–				″ ″ ″ ″ ″
۸۲	″							منظوم	″ ″ ″ ″ ″
۸۳	گلزار حال ترجمہ از سنسکرت	بھوانی داس بھوانی	قلمی	۱۷۶۶ بکرم					″ ″ ″ ″ ۲۶۹
۸۴	حکایات راجہ ہندوستان از سنگھاسن بتیسی ماخوذ		″	۱۲۴۶ ہجری					″ ″ ″ جلد سوئم ۴۲۱
۸۵	بکرم بتیسی ترجمہ فارسی	کنہیا لال	قلمی	۱۸۸۴ ب ۱۴ بھادوں					″ ″ ″ ″ ۴۱۳
۸۶	سری گنیش آئینہ ترجمہ کرم بپاک		″						″ ″ ″ ″ ۴۳۵
۸۷	سنگھاسن بتیسی		″	۱۰۳۷ ہجری					″ ″ ″ ″ ۴۲۵

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف مولف	مخطوطہ مطبوعہ	تاریخ مخطوطہ	سال طباعت نام پریس	صفحات	سائز	منظوم منثور	کیفیت
۸۸	سنگھاسن بتیسی		قلمی	۱۳۲۶ ہجری					فہرست مخطوطات شیرانی جلد سوم صفحہ [illegible]
۸۹	”								” ” ” ۴۲۶
۹۰	طوطی نامہ سنسکرت سے		”	۱۰۷۱ ہجری					” ” ” ۴۲۷
۹۱	عیار دانش ترجمہ کلیلہ و دمنہ پنچ تنتر	ابوالفضل	”	۱۶۰۲ء					” ” ” ۴۳۵
۹۲	مہاتم ایکادشی مکالمات کرشن و ارجن	ترجمہ از سنسکرت	”						
۹۳	شرح نل دمن	ابوالفیض محمد فیضی	”	۱۹۱۴ بکرمی					” ” ” ” ۴۵۶
۹۴	گلزار حال سنسکرت سے	بنوالی داس	”	۱۶۲۳ء					” ” ” ” ۴۷۵
۹۵	”			۱۸۰۱ء					” ” ” ” ”
۹۶	محیط معرفت	رائے سین داس	”	۱۸۵۵ء					” ” ” ” ”
۹۷	بکرم بیاک		”						” ” ” ” ۴۷۶
۹۸	سراکبر	داراشکوہ	”						فہرست مخطوطات مولانا آزاد لائبریری علی گڑھ VOL I PART I صفحہ ۱۴۱
۹۹	طوطی نامہ	ضیاء الدین	”						” ” ” ۱۹۰
۱۰۰	بلاس بھگتا سنسکرت سے	بارہ میر	”						” ” ” ۲۱۰
۱۰۱	راج ترنگنی سنسکرت	کلھن	”						” ” ” ۱۲۰

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف مولف	مطبوعہ غیر مطبوعہ	تاریخ قلمی	سال طباعت نام پریس	صفحات	سائز	منظوم منثور	کیفیت
۱۰۲	نل دمن	فیضی	قلمی					منظوم	فہرست مخطوطات مولانا آزاد لائبریری علی گڑھ ذخیرہ شیفتہ صفحہ ۸۱
۱۰۳	طوطی نامہ	حمیدی	”						” ” ” ذخیرہ احسن ۱۰۴
۱۰۴	بیتال پچیسی		”			۹۳			” ” ” ” ۱۴۷
۱۰۵	نل دمن		”	۱۰۰۳ ہجری					” ” حبیب گنج کلکشن ۱۸۹
۱۰۶	ترجمہ لیلاوتی فیضی		”						کتب خانہ معین الدولہ۔ دیکھئے "الزبیر" بہاولپور کتب خانہ نمبر گنڈا سنگھ کلکشن پنجاب یونیورسٹی لائبریری
۱۰۷	نل دمن	فیضی	”	۱۲۳۷ ہجری					کتب خانہ پروفیسر محمد ایوب قادری ” ” ”
۱۰۸	انوار سہیلی	-							” سید محمد بیداری کراچی ” ”
۱۰۹	طوطی نامہ		”	۱۰۰۰ ہجری					” ” ” ” ” ” ”
۱۱۰	”	ضیاء الدین بخشی مولف	”	۱۲۳۱ ہجری		۲۶	۴ × ۳/۴		” ” ” ” ۴۷۳
۱۱۱	”	”	”	۱۱۹۹					فہرست کتب خانہ آصفیہ لائبریری حیدرآباد صفحہ ۱۲۷۸ گنڈا سنگھ کلکشن
۱۱۲	نل دمن	فیضی	”						” ” ” ۱۴۹۳ ”
۱۱۳	پرتھی کرم بیاک		”	۱۲۴۲ء					” ” ” ۱۵۳۹ ”
۱۱۴	سراکبر	داراشکوہ	”	۱۰۶۷ء					” ” ” ۱۵۴۱ ”
۱۱۵	”	”	”	”					” ” ” ” ”
۱۱۶	”	”	”	۱۱۶۶ء					” ” ” ” ”

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف مولف	مطبوعہ غیر مطبوعہ	تاریخ قلمی	سال طباعت نام پریس	صفحات	سائز	منظوم منثور	کیفیت
۱۱۷	کلیلہ و دمنہ مع شرح								کتبخانہ آصفیہ حیدرآباد صفحہ ۴
۱۱۸	طوطی نامہ	محمد قادری	مطبوعہ		۱۸۰۱				〃 〃 〃 ۲۲۲
۱۱۹	مفتاح القلوب ترجمہ سنگھاسن بتیسی		قلمی						〃 〃 〃 ۵۲۷
۱۲۰	قصہ بیر بکرماجیت		〃						〃 〃 〃 ۱۲۶۹
۱۲۱	وکرم اوروسی	مولوی محمد عزیز	مطبوعہ		۱۹۰۷ء				〃 〃 〃
۱۲۲	کلیلہ و دمنہ معصومہ								الزبیر بہاولپور کتبخانہ نمبر ۵۵
۱۲۳	سر اکبر	دارا شکوہ	قلمی		۱۰۵۰				کتبخانہ آصفیہ حیدرآباد صفحہ ۶۰۸
۱۲۴	〃	〃	〃		〃				〃 〃 〃
۱۲۵	〃	〃	〃		〃				〃 〃 〃
۱۲۶	عصمت نامہ داستان اورک دمینہ								مرکز تحقیقات زبان و ادبیات فارسی در پنجاب کتبخانہ ناگوری میں ہے۔
۱۲۷	رام گیتا سنسکرت کتاب	بنارسی داس							〃 〃 〃
۱۲۸	تاریخ قدیم کشمیر کلہن کشمیر سنسکرت	ملک حیدر مترجم							دیکھئے پاکستان میں فارسی ادب از بہادر شاہ یا انقراض سلطنت مسلمانان از ڈاکٹر ظہور الدین احمد
۱۲۹	راج ترنگنی	مولانا عماد الدین							〃 〃 عہد جہانگیر سے عہد اورنگزیب تک 〃

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف مولف	مطبوعہ غیر مطبوعہ	تاریخ قلمی	سال طباعت نام پریس	صفحات	سائز	منظوم منثور	کیفیت
۱۳۰	بیج گنت	عطاء اللہ رشیدی						منظوم	ترجمہ کا پہلا شعر ہے۔ سا اول زستایش الٰہی گویم پس نعت رسول او کما ہی گویم
۱۳۱	بھاسکراچاریہ شکنتلا کالیداس	علی اصغر حکمت							
۱۳۲	〃	پروفیسر ہادی حسن علی گڑھ							
۱۳۳	نل دمن	فیضی	قلمی			۴۳۴	بڑا	منظوم	یہ نسخہ پنڈت راجہ رام کول کا لکھا ہوا ہے۔ نہایت خوبصورت ہے۔ سنہری کتابت ہے۔ پنجاب یونیورسٹی لائبریری کی گنڈا سنگھ کلکشن میں ہے۔
۱۳۴	لیلاوتی فیضی		مطبوعہ		حسینی پریس	۴۴	〃	منثور	ہریانہ سیکرٹریٹ لائبریری میں ایک کتاب میں شامل ہے۔
۱۳۵	متیاکشرا قانون سنسکرت	اللہ وردی نے پنڈت لال بہاری سے فارسی میں ترجمہ کرایا			۱۷۵۷				دیکھئے ناگری پرچارنی پتریکا ورش ۵۹ نمبر ۳-۴ سمت ۲۰۱۱ صفحہ ۳۳۰۔
۱۳۶	سر اکبر	دارا شکوہ	مخطوطہ		۱۹۰۸			منثور	دیکھئے کیٹلاگ فارسی مخطوطات SECOND SUPPLEMENT ایشیاٹک سوسائٹی کلکتہ ۱۰۱
۱۳۷	گلزار حال	پربودھ چندر اودی کا ترجمہ [illegible]						〃	〃 〃 〃 〃 〃 〃

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف مولف	مطبوعہ غیر مطبوعہ	تاریخ قلمی	سال طباعت نام پریس	صفحات	سائز	منظوم منثور	کیفیت
۱۳۸	عیار دانش و منہ و کلیلہ	ابوالفضل	مخطوطہ						دیکھئے کیٹلاگ فارسی مخطوطات FIRST SUPPLEMENT ایشیاٹک سوسائٹی کلکتہ ۱۵/۱۸
۱۳۹	رسالہ موسیقی		”					منثور	” ” ” ۱۱۴
۱۴۰	نل دمن	فیضی	”					منظوم	” ” ” ۱۹۱
۱۴۱	راگ درپن	فقیر اللہ	”					—	منو کے قانون پر BASE ہے۔ ایضاً ” ۴۵۷
۱۴۲	ستر اکبر	دارا شکوہ							دیکھئے کیٹلاگ فارسی مخطوطات ایشیاٹک سوسائٹی کلکتہ ۱۹۲۶ء ۱۵۲
۱۴۳		”							” ” ” ”
۱۴۴	مفرح القلوب	ہتوا پدیش کا ترجمہ	قلمی					منثور	” ” ” ۴۵۶
۱۴۵	کوک شاستر	ترجمہ	”					”	” ” ” ”
۱۴۶	نوادر سہیلی	کلیلہ و دمنہ	”					”	” IVANOW ۱۳۶ الف سال ۱۹۲۵
۱۴۷	عیار دانش	”	”						” ” ” ”
۱۴۸	—	”	”						” ” ۱۲۷ ” ”
۱۴۹	لیلا وتی	فیضی	”						” ” مرتبہ IVANOW صفحہ ۷۶۵ سنہ ۱۹۲۶
۱۵۰	سنگھاسن بتیسی مترجم کا نام نہیں۔		”						” ” ۷۷۴/۷۷۳ ”

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف مولف	مخطوطہ مطبوعہ	تاریخ مخطوطہ	سال طباعت نام پریس	صفحات	سائز	منظوم منثور	کیفیت
۱۵۱	لذۃ النسا	کوک شاستر ترجمہ	قلمی						دیکھئے کیٹلاگ فارسی مخطوطات ایشیاٹک سوسائٹی کلکتہ مرتبہ ۱۷ - IVANOW صفحہ ۷۷۳ سال سنہ ۱۹۲۶
۱۵۲	”	”	”						” ” ” ”
۱۵۳	”	”	”						” ” ” ”
۱۵۴	ستر اکبر	ترجمہ اپنشد	”						” ” ۷۷۵ ”
۱۵۵	مفرح القلوب	ہت اپدیش کا ترجمہ	”						” ” ” ”
۱۵۶	لت اچھرا	ترجمہ سنسکرت ہندولا	”						” ” ۷۷۶ ”
۱۵۷	مفتاح الفتح	نجوم پر سنسکرت سے کتاب	”						” ” ” ”
۱۵۸	پوران ارتھو آکاشش	سنسکرت کتاب CHRANOLOGY سے ترجمہ	”						” ” ” ” ”
۱۵۹	ترجمہ کاشی کھنڈ	ماترا کے متعلق سنسکرت سے۔	”						” ” ۷۷۷ ”
۱۶۰	آتم بلاس	ترجمہ نازک خیالات	”						” ” ” ”
۱۶۱	آتم داس و باسکران	بشن پنڈت	”						دیکھئے نسخہ ہائے خطی فارسی ایران کلچرل ہاؤس اسلام آباد جلد چہارم
۱۶۲	استو لکر	نصائح استاد بر شاگرد	”						” ” ”

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف مولف	مخطوطہ مطبوعہ	تاریخ قلمی	سال طباعت نام پریس	صفحات	سائز	منظوم منثور	کیفیت
۱۶۳	افسانہ بکرماجیت سنگھاسن بتیسی		قلمی						فہرست مشترک نسخہ ہائے خطی فارسی ایران کلچرل ہاؤس اسلام آباد جلد چہارم
۱۶۴	اوپنشد ستر اکبر		〃						〃 〃 〃 〃
۱۶۵	اوم نامہ	بنوالی داس	〃						〃 〃 〃 〃
۱۶۶	بحر النجات	ترجمہ کاشی آنند گھن	〃						〃 〃 〃 〃
۱۶۷	بھگت مالا	رائے امانت رائے	〃						〃 〃 〃 صفحہ ۲۱۴۰
۱۶۸	〃	مدان بلاس	〃						〃 〃 〃 〃
۱۶۹	بھگت ساگر	رائے ہنت رام	〃						〃 〃 〃 〃
۱۷۰	بھگت مالا	نونیت رام	〃						〃 〃 〃 ۲۱۴۱
۱۷۱	〃	لچھمی رام	〃					منظوم	〃 〃 〃 〃
۱۷۲	پران بلاس ترجمہ بھگت مالا	رائے پران چند	〃						〃 〃 〃 ۲۱۴۵
۱۷۳	پوتھی بھگت اور دوس	لچھمنداس	〃						〃 〃 〃 〃
۱۷۴	بحر الحیات	ترجمہ سنسکرت مترجم خوش گوالیاری	〃						〃 〃 〃 ۲۱۴۶
۱۷۵	تحفۃ المجالس	ترجمہ جیتیں پچیسی از راج کرن	〃						〃 〃 〃
۱۷۶	حجت الہند	فلسفہ	〃						〃 〃 〃 ۲۱۵۲

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف مولف	مخطوطہ مطبوعہ	تاریخ قلمی	سال طباعت نام پریس	صفحات	سائز	منظوم منثور	کیفیت
۱۷۷	داستان انشا گر در اجہ جنگ		قلمی						فہرست مشترک نسخہ ہائے خطی فارسی ایران کلچرل ہاؤس اسلام آباد جلد چہارم صفحہ ۲۱۵۳
۱۷۸	ستر اکبر	دارا	〃						〃 〃 〃 ۲۱۶۱
۱۷۹	بکرم بتیسی ترجمہ سنگھاسن بتیسی	کنھیا لال	〃						〃 〃 〃 ۲۱۳۷
۱۸۰	سنگھاسن بتیسی	بہاری مل	〃						〃 〃 〃 ۲۱۷۰
۱۸۱	〃	میر غلام حسین	〃						〃 〃 〃 ۲۱۷۱
۱۸۲	〃	بدھ سنگھ غیرت	〃						〃 〃 〃 〃
۱۸۳	〃	-	〃						〃 〃 〃 〃
۱۸۴	〃	-	〃						〃 〃 〃 〃
۱۸۵	شاہنامہ ترجمہ سنگھاسن بتیسی	بھوج داس	〃						〃 〃 〃 ۲۱۷۵
۱۸۶	کرم بپاک	ترجمہ از ہندی	〃						〃 〃 〃 ۲۱۷۹
۱۸۷	گفتۂ وک	وک برہمن	〃						〃 〃 〃 〃
۱۸۸	گلزار حال ترجمہ پربودھ چندر ناٹک	بنوالی داس	〃						〃 〃 〃 〃
۱۸۹	گنجینۂ داستان سنگھاسن بتیسی	بہاری مل	〃						〃 〃 〃 ۲۱۸۱

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف مولف	مطبوعہ یا مخطوطہ	تاریخ قلمی	سال طباعت نام پریس	صفحات	سائز	منظوم منثور	کیفیت
۱۹۰	مجمع البحرین	دارا شکوہ	قلمی						نسخہ ہائے خطی فارسی ایران کلچرل ہاؤس ایران جلد چہارم صفحہ ۲۱۸۲
۱۹۱	محیط معرفت ترجمہ پوتھی سرودی	کرپال داس	"						" " " ۲۱۸۴
۱۹۲	مرآۃ الاداب	ترجمہ چار آدرش شری وت رکھوی							" " " ۲۱۸۵
۱۹۳	مفتاح الاکبر	سید مظفر	"						" " " ۲۱۸۷
۱۹۴	مفرح القلوب ہتوا پدیش کا ترجمہ	مفتی الملک	"						" " " "
۱۹۵	مفید الخلوق		"						" " " ۲۱۸۹
۱۹۶	مہاتم ایکادشی	ترجمہ سنسکرت	"						فہرست مشترک نسخہ ہائے خطی فارسی جلد چہارم کلچرل ہاؤس پاکستان صفحہ ۲۱۹۵
۱۹۷	نصائح استاد باشاگرد	استوکر	"						" " " ۲۱۹۶
۱۹۸	دیاگ پرکرن	شری شمبھو جی	"						" " " ۲۱۹۸
۱۹۹	جانوروں سے متعلق کتاب	سنسکرت سے فارسی میں ترجمہ							اس میں مندرجۂ ذیل ابواب ہیں۔ ۱۔گھوڑوں کی نسل۔۲۔ پیدائش۔ ۳۔اصطبل کا انتظام ۴۔۵۔ ۶۔۷۔۸۔۹۔۱۰۔۱۱ دانتوں سے عمر پہچاننے کے قاعدے بھی بتلٔ

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف مولف	قلمی یا چھپی	تاریخ قلمی	تاریخ طباعت نام پریس	صفحات	سائز	منظوم منثور	کیفیت
									گئے ہیں۔ دیکھئے قرون وسطیٰ میں ہندوستانی تہذیب صفحہ ۱۴۸۔ ہندوستانی اکاڈمی الٰہ آباد ۱۹۳۱ء دیکھئے فہرست نسخہ قلمی سبحان اللہ اورینٹل لائبریری مسلم یونیورسٹی علی گڑھ صفحہ ۴۔
۲۰۰	ترجمہ مت ابہ جھر	مترجم لال بہاری کائستھ	قلمی	۱۲۳۵ ہجری		۱۶۹	×	×	"
۲۰۱	بحرالحیات ترجمہ امرت کنڈ	حسین گوالیاری	"			۳۸			"
۲۰۲	کشف الانوار ترجمہ آتما سیتا					۷	۷× ۲۹/۳۰		"
۲۰۳	ترجمہ لیلاوتی مولفہ بھاسکر اچارج	شیخ ابوالفضل فیضی		۱۸۳۶ء		۱۴۴			"

(باقی)

مقالات شبلی

دار المصنفین نے علامہ شبلیؒ کے ان مقالات کو آٹھ جلدوں میں شایع کیا جو معارف علیگڑھ دکن ریویو انسٹی ٹیوٹ گزٹ، تہذیب الاخلاق، الندوہ اور مسلم گزٹ وغیرہ میں چھپے تھے، اسکی دوسری جلد کے مضامین میں اردو ہندی۔ بھاشا زبان اور مسلمان اور تحفۃ الہند اور چھٹی جلد میں تراجم اور مسلمانوں کی علمی بے تعصبی اور ہمارے ہندو بھائیوں کی ناسپاسی پر مضامین بھی شامل ہیں جن کے حوالے اس مضمون میں جا بجا دیے گئے ہیں۔

مکمل سٹ کی قیمت ۲۲ روپے ہے۔

"منیجر"

رابطہ ادب اسلامی کا دوروزہ مذاکرہ

از ضیاء الدین اصلاحی

۲۲، ۲۳ر اپریل ۹۴ء کو رابطہ ادب اسلامی کا نواں علمی و مذاکرہ "حدیث نبوی شریف کی ادبی و فنی خصوصیات" کے موضوع پر جامعہ سلفیہ، مرکزی دار العلوم بنارس میں ہوا جس میں مختلف عصری جامعات اور عربی مدارس کے فضلاء شریک ہوئے، دار المصنفین سے راقم کو بھی شرکت کی سعادت حاصل ہوئی۔

۲۲ر اپریل کو افتتاحی جلسہ ۹ بجے صبح عالمی رابطہ ادب اسلامی کے بانی و صدر حضرت مولانا سید ابو الحسن علی ندوی مدظلہ کی صدارت میں ہوا، اپنے مقالہ سے پہلے صدر محترم نے رابطہ کے مقاصد اور ادب اسلامی پر اظہار خیال کرتے ہوئے فرمایا جب ادب پر الحاد، ضلالت، قومیت اور عرب نیشنلزم کے تصورات چھائے ہوئے تھے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں اور ان کے رفقائے کار کو اسلامی افکار و نظریات کی اشاعت اور عربی ادب میں خصوصاً اور دوسری زبانوں کے ادبیات میں اسلامی عناصر کی تلاش و جستجو کی توفیق عطا فرمائی، رابطہ ادب اسلامی کے جنرل سکریٹری مولانا سید محمد رابع ندوی نے اسکی جو رپورٹ پڑھی اس سے اسکے کاموں کی وسعت و تنوع کا اندازہ ہوا، مولانا ڈاکٹر مقتدیٰ حسن ازہری کے خطبۂ استقبالیہ میں بنارس کی مرکزیت، اس کی گذشتہ علمی، تعلیمی اور تاریخی اہمیت، ہندوؤں اور بودھوں کے متبرک شہر ہونے کے علاوہ اس سے مسلمانوں کے ربط و تعلق اور یہاں ان کی سرگرمیوں نیز موضوع

مذاکرہ کی نوعیت و اہمیت کا تذکرہ کیا گیا تھا، مولانا مختار احمد ندوی امیر مرکزی جمعیۃ اہل حدیث ہند، پروفیسر محمد راشد ندوی (علیگڑھ) اور بعض دوسرے فضلاء نے بھی افتتاحی جلسہ میں تقریریں کیں۔

سمینار کے شرکاء نے جمعہ کی نماز مولانا مختار احمد ندوی کی اقتداء میں ادا کی، انھوں نے اپنے خطبہ میں عقائد کی اصلاح اور توحید خالص کو اختیار کرنے کی تلقین کی اور مسلمانوں کو مختلف گروہوں میں بٹ جانے اور فرقہ آرائی سے بچنے کی ہدایت کی۔

انہی کی صدارت میں سہ پہر میں مقالات کا پہلا جلسہ ہوا جس میں کئی مقالے پڑھے گئے، ڈاکٹر سید محمد اجتبا ندوی کا مقالہ اور مولانا سید سلمان حسینی کی تقریر خاص طور پر پسند کی گئی، مغرب بعد کے جلسہ کی صدارت مولانا سعید الرحمٰن ندوی نے کی، اس میں مولانا ابو محفوظ الکریم معصومی نے عربی اشعار اور ڈاکٹر سید محمد طفیل مدنی نے اردو اشعار سے شرکاء کو محظوظ کیا۔

دوسرے روز صبح کے وقت مقالات کے تیسرے اور چوتھے جلسے راقم اور ڈاکٹر مقتدیٰ حسن ازہری کی صدارت میں ہوئے جس میں پروفیسر محمد راشد ندوی، ڈاکٹر یٰسین مظہر صدیقی، پروفیسر عبد الباری (علیگڑھ) اور ڈاکٹر ظفر عالم کے مقالے پسند کئے گئے، مولانا سعید الرحمٰن ندوی کا مقالہ عربی میں ہونے کی وجہ سے قابل توجہ رہا۔ مذاکرہ کے آخری جلسہ میں مختلف مفید تجویزیں منظور کی گئیں۔

عالمی رابطہ ادب اسلامی اب ایک تناور درخت بن چکا ہے جس کی جڑیں اس برصغیر اور عرب اور اسلامی ملکوں میں پھیل چکی ہیں۔ اور اسکے مذاکرے ہندوستان کے علاوہ کئی مسلم ملکوں میں منعقد ہوتے رہتے ہیں، اسلئے اسکے عزائم اور منصوبوں سے علمی اور ادبی ذوق رکھنے والوں کو پوری واقفیت ہو چکی ہے لیکن موسم کی شدت اور بعض دوسرے اسباب کی بنا پر مذاکرہ میں حاضری کم رہی تاہم وہ اپنے مقصد میں کامیاب رہا۔

معارف کی ڈاک

مکتوب کشمیر

سری نگر، کشمیر

۲۸، مارچ ۱۹۹۴ء

مخدوم و مکرم مولانا ضیاء الدین اصلاحی صاحب زادت معالیکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

ایک لمبی مدت تک مراسلت سے محرومی رہی، جس کا بے حد قلق ہے کشمیر کی موجودہ بدحالی اور ایک ہرے بھرے چمن کی تاراجی ان اسباب و وجوہ میں سے ایک ہے جنھوں نے سکوت و جمود میں مبتلا رکھا۔ معارف کے ذریعہ ضرور بالواسطہ ملاقات ہوا کرتی تھی۔ مگر جب دوسرے دفاتر اور محکمہ جات کی بربادی کے ساتھ ڈاکخانے بھی ویران ہوئے تو اس نعمت سے بھی محروم رہا۔ میں نے کسی کتاب میں پڑھا ہے کہ حضرت سلطان صلاح الدین ایوبی رح جیسے آہنی عزم و ارادے کے مجاہد اعظم کی آنکھوں سے صرف ایک مرتبہ مایوسی کے آنسو ٹپک پڑے تھے جب انہیں معلوم ہوا تھا کہ ان کا ایک معتمد ترین رفیق صلیبیوں کے ہاتھوں بک چکا تھا۔ اس قسم کے کتنے واقعات ہیں جو آئے دن دیکھنے کو ملتے ہیں۔

گمر بر زبان مہر بلب ادھر ہاتھ مفلوج ہے ؎

یک لحظہ بدل در شو شاید کہ تو دریابی

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ کشمیر میں مبلغ شہیر اور سفیر جلیل حضرت میر سید علی ہمدانیؒ کی خدمات

عالیہ اور نقوش و آثار کو ہر طرح کی گزند سے محفوظ رکھے۔

دنیا میں سرنگوں علم مصطفےٰ نہ ہو   ہم خواہ خود ذلیل ہوں اور خوار چند

خود اس دوران یہ حال رہا کہ چھ سات مہینوں کے دوران پانچ اموات سے سابقہ پڑا جن میں والدہ اور چھوٹی خالہ بھی شامل ہیں۔ دونوں بیک وقت بظاہر معمولی سی تکلیف میں مبتلا ہوئیں لیکن کئی کئی مہینوں تک علاج و معالجے سے یکسر محروم رہنے کی وجہ سے کینسر کی شکار بن گئیں۔ ان کے ساتھ ہی دو بہنوئی عین جوان عمری میں رخصت ہو گئے۔ خدا گواہ ہے کہ اس دوران کئی کئی بار آپ کی خدمت میں چند سطور لکھنے کا خیال تڑپاتا رہا۔ قلم بھی کئی مرتبہ ہاتھ میں تھام لیا مگر کچھ لکھے بغیر نیچے رکھتا تھا۔ دل ہی دل میں نوحہ و ماتم کرتا رہا، ہزاروں نوجوانوں کی مظلومانہ موت پر، بزرگوں عورتوں اور بچوں کی اہانت و تذلیل اور کسمپرسی پر، شعائر اسلام کی کھلی پامالی پر، علم و فکر کے تنزل و انحطاط پر، اسکے ساتھ ساتھ اپنی قسمت پر! اور غالب کے بقول اس قسم کی رہی

با صلیبم فتاد کار بدہر   علم کا دیاں نمی خواہم

اچانک پرسوں پاکستان کے ایک نوجوان محقق محمد سلیم صاحب (چکوال) کا ایک خط ملا، یہی خط اس تحریر کا محرک بن گیا۔ موصوف نے اپنے مکتوب میں حضرت شیخ یعقوب صرفی کشمیریؒ کی فارسی تفسیر کے بارے میں کچھ معلومات حاصل کرنے کیلئے شاید آپ کی طرف رجوع کیا تھا اور آپ نے انہیں اس خاکسار راقم الحروف کی طرف متوجہ کیا ہے۔ ایک ذرۂ بے مقدار کے تئیں آپ کے حسن ظن کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ میں نے سلیم صاحب کو مفصل خط تو لکھ دیا ہے مگر سامنے اتنی رکاوٹیں کھڑی ہیں، کہ ان تک اس خط کا پہنچنا مجھے محال نہیں تو مشکل ضرور نظر آتا ہے۔ ان سے قبل کئی

نامور علماء اور محققین کے ساتھ میرے جوابی خطوط کا یہی حال رہا جن میں مولانا زاہد الحسینی، اختر راہی اور ڈاکٹر احمد خان صاحب بھی شامل ہیں۔ اگر سلیم صاحب نے آپ کی طرف پھر رجوع کیا تو کم از کم انہیں یہ اطلاع دیجئے کہ شیخ صرفی نے فارسی میں کوئی تفسیر نہیں لکھی ہے۔ البتہ ان کے ایک سوانح نگار مفتی محمد شاہ سعادت مرحوم نے یہ ضرور لکھا ہے کہ حضرت شیخ نے شیخ یعقوب چرخی کے ایماء پر پارہ عم اور سورۃ الملک کا فارسی میں ترجمہ کیا تھا مفتی صاحب کی اس تحقیق کی تائید کسی اور ذریعے سے نہیں ہوتی ہے اور نہ اس ترجمے کا کوئی نسخہ ہی دستیاب ہے۔ البتہ حضرت صرفی کی عربی تفسیر "مطلب الطالبین من کلام رب العالمین" کافی مشہور رہی ہے۔ برصغیر کے تاریخی کتب خانوں میں اسکے نسخے موجود ہیں۔ پنجاب یونیورسٹی لاہور کے ذخیرۂ حافظ محمود خاں شیرانی میں بھی اس کا ایک نسخہ موجود ہے

معارف جنوری میں استاد محترم پروفیسر مختار الدین احمد آرزو صاحب مد ظلہ کے ذریعہ استاد گرامی ڈاکٹر حافظ غلام مصطفےٰ صاحب کے انتقال کی خبر پڑھ کر بے حد افسوس ہوا۔ خاکسار علیگڈھ کی طالب علمی کے زمانے میں حافظ صاحب مرحوم کا ادنیٰ ترین شاگرد رہا ہے۔ وہ عربی علوم آلیہ کے ایک متبحر عالم تھے۔

ثم انقضت تلک السنون واهلها ۔ فکأنها وکأنهم احلام

اللہ تعالیٰ آرزو صاحب کا سایہ تادیر قائم رکھے۔ اپنے ایک نامبردہ رفیق کار کیلئے جب انکا مضمون پڑھا تو ان کے کریمانہ اخلاق اور عالی ظرفی کیلئے دل سے دعائیں نکلیں۔ گذشتہ تین سال کے دوران ملازمت کی ٹھوکریں بھی کھاتا رہا اور اس دوران علمی مجلات وجرائد منگوانے سے پوری طرح غافل رہا براہ کرم پھر میرے پتہ پر معارف کا اجراء فرمائیں۔

امید ہے مزاج گرامی مع رفقائے کرام واحباب واعزہ بخیر وعافیت ہونگے۔

والسلام

محمد فاروق بخاری

مکتوب علیگڈھ

شعبۂ علوم اسلامیہ مسلم یونیورسٹی علیگڈھ

یکم مئی سنہ ۹۴ء

مخدومی ومکرمی — السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ادھر معارف کے اداریئے میں ہندوستان کے موجودہ حالات پر اظہار خیال کیا جاتا ہے۔ اور مسلمانوں کو درپیش سنگین مسائل کی روشنی میں انہیں مسلسل دعوت فکر وعمل دی جاتی ہے۔ اپریل سنہ ۹۴ء کے اداریے کے شروع میں خاص طور سے اس ملک کی تعمیر وترقی میں مسلمانوں کی خدمات کو موضوع بحث بنایا گیا ہے۔ آج کل ہندو تنظیموں کی جانب سے یہ بات پھیلائی جارہی ہے کہ عہد وسطیٰ کے ہندوستان میں مسلمانوں کی حکومت ایک غیر ملکی حکومت تھی۔ اس زمانہ کے مسلم حکمرانوں کو اس ملک کی تعمیر وترقی سے کوئی مطلب نہ تھا۔ ان کا مقصود محض مال ودولت کو سمیٹنا، قوت وطاقت کا مظاہرہ کرنا، لوگوں کو زبردستی مسلمان بنانا اور اپنے ہم مذہبوں کے مفاد کیلئے کام کرنا تھا۔ ستم بالائے ستم یہ کہ یہ بھی مشہور کیا جاتا ہے کہ حکمرانوں نے رفاہ عام کے جو کام انجام دیئے ان کا فائدہ مسلمانوں تک محدود رہا۔ اس مہم کا مقصود مسلم حکمرانوں کے متعلق بدگمانی پیدا کرنا، ان کے عہد حکومت کو بدنام کرنا اور ہندوستانی مسلمانوں کی مخالفت وعداوت کا بازار گرم کرنا ہے اس بنا پر مسلم عہد حکومت میں اس ملک کی تعمیر وترقی سے متعلق خدمات کو نمایاں کرنے

کی ضرورت ہے۔ معارف کے مذکورہ اداریہ میں بڑے اچھے انداز میں اس کی جانب
اشارہ کیا گیا ہے۔

عہد وسطیٰ کے ہندوستان کی تاریخ کے دیانتدارانہ و غیر جانبدارانہ مطالعہ سے یہ
بات اچھی طرح واضح ہوتی ہے کہ یہ عہد مسلمانوں کی سیاسی، مذہبی اور تمدنی تاریخ
کا ایک اہم باب ہونے کے علاوہ خود اس ملک کی سیاسی و سماجی اور علمی و تمدنی
تاریخ کا بھی ایک نمایاں حصہ ہے۔ مسلمانوں کی حکومت کو غیر ملکی بتانا حقائق سے چشم
پوشی اور سراسر تعصب اور تنگ نظری پر مبنی ہے۔ آخر اس حقیقت کو کیسے جھٹلایا جا سکتا
ہے کہ عہد سلطنت اور عہد مغلیہ کے اولین حکمرانوں کو چھوڑ کر باقی تمام کی نشو و نما اسی
سرزمین میں ہوئی اور ان سب نے بلا استثنا، اس کی تعمیر و ترقی کیلئے اپنی سیاسی و
انتظامی صلاحیتوں اور حکومت کے مالی وسائل کو صرف کیا۔

ہندوستان میں مسلم عہد حکومت سے متعلق آپ نے اسی اداریہ میں بجا طور پر
واضح کیا ہے، اس عہد میں ہندوؤں کو مذہبی آزادی حاصل رہی ہے۔ درحقیقت
واقعات کی بے سیاق و سباق ترجمانی اور غلط بیانی کے ذریعے یہ بات مسلسل ذہنوں
میں بٹھائی جاری ہے کہ ہندوؤں کے ساتھ بدسلوکی و زیادتی ان کے مذہبی و سماجی
حقوق کی پامالی اور ان کی عبادت گاہوں کی بے حرمتی و مسماری مسلم حکمرانوں کی عام پالیسی
رہی ہے لیکن تاریخی شواہد سے یہ امر بالکل عیاں ہے کہ مسلم حکمرانوں نے ہندوؤں کے
جان و مال کا تحفظ کیا ہے، انہیں مذہبی رسوم و روایات کی بجا آوری اور سماجی تقریبات کے
انعقاد کی آزادی دی اور وہ لوگ مندروں کی تعمیر اور ان میں بلا روک ٹوک پوجا پاٹ کرتے تھے۔
آپ نے لکھا ہے:۔

"چند کو چھوڑ کر ہندوستان کے تمام مسلم فرمانرواؤں نے یہاں کے باشندوں کے عقیدہ

و مذہب سے تعرض کئے بغیر انہیں ہر قسم کی آزادی و آسائش اور سہولت بہم پہونچائی ہر ایک
کے ساتھ عدل و مساوات کا برتاؤ اور ایک جیسا سلوک کیا۔"

پتہ نہیں چند سے مراد کون سلاطین ہیں؟ ہو سکتا ہے بعض مسلم حکمرانوں نے سماجی اصلاح
کے نقطہ نظر سے ان کی کسی رسم کو منضبط کرنے یا حکومت کے قانون کے دائرہ میں
لانے کیلئے کوئی حکم جاری کیا ہو یا کوئی اقدام کیا ہو لیکن ان کے خاص مذہبی اعمال
پر قدغن لگانے کا ذکر مشکل ہی سے ملیگا۔ اس زمانہ کے جو حکمران کچھ دینی رجحان و مذہبی
جذبہ رکھتے تھے ان کے بارے میں خاص طور سے یہ پروپگنڈہ کیا جاتا ہے کہ ان
کے دور میں ہندو ظلم و زیادتی کا زیادہ شکار ہوئے۔ اس سے بڑی ستم ظریفی
کیا ہوگی کہ حکومت کے نظم و نسق میں شریعت کی پابندی کے رجحان اور غیر مسلموں
کے ساتھ بیجا سختی کو لازم و ملزوم بنا کر پیش کیا جاتا ہے حالانکہ جو حکمران دینی رجحان
رکھنے والا اور شریعت کا پابند ہوگا وہ حکومت کے نظم و نسق اور عوام کے ساتھ معاملہ
کرنے میں عدل و انصاف کے تقاضوں کو زیادہ پورا کرنے والا اور بلا تفریق تمام
عوام کی فلاح و بہبود کا زیادہ خیال رکھنے والا ہوگا۔ اگر کسی دور میں نظم و نسق میں قانون
کی سختی کا مظاہرہ کیا گیا تو اس کے اثرات بلا کسی امتیاز سب پر مترتب ہوئے۔ اس سے
ریاست کے کسی خاص طبقہ کو قانون کی سختی کا نشانہ بنانا نہ تھا۔ یہ بات بھی قابل غور ہے
کہ ہندوؤں میں معاصر حکمرانوں کے سیاسی مخالف، باغی اور انتشار پسند عناصر بھی پائے
جاتے تھے اور تاریخی کتب میں ایسے لوگوں کے خلاف حکمرانوں کے سخت اقدامات
کے واقعات بھی مذکور ہیں۔ اسلئے ہندوؤں کے دونوں طبقوں میں امتیاز کیے بغیر
دوسرے طبقہ کے لوگوں کے ساتھ حکمرانوں کے برتاؤ کو ذمیوں یا عام امن پسند

ہندوؤں پر منطبق کرنا لازمی طور پر بہت سی غلط فہمیوں کو جنم دیتا ہے۔ یہ باتیں اسلامی حلقوں تک پہونچانے کی ہیں جو مسلم عہد حکومت کی تصویر مسخ کرنے اور مسلم حکمرانوں اور مسلمانوں کے خلاف نفرت و عداوت کے جذبات بھڑکانے میں مسلسل مصروف ہیں۔ اللہ کرے ان کی کوئی سبیل نکل آئے۔

رفقاء سے سلام کہدیں۔ والسلام

ظفرالاسلام اصلاحی

مکتوب نیویارک

نیویارک

۸ / اپریل ۹۴ء

محب من جناب ضیاء الدین اصلاحی صاحب سلام شوق

مزاج گرامی بحمد للہ آپ کے ارسال کردہ تمام خطوط اور معارف کے گذشتہ شماروں کا ایک پیکیٹ موصول ہو گیا ہے۔ ان تمام عنایات خصوصی کے ہم دونوں، یہ خاکسار اور اہلیہ خورشید سلیم شکر گزار ہیں۔ حق تعالیٰ آپ کو ہمیشہ شاداں، کامراں اور فرحاں رکھے، آمین۔

معارف جنوری ۹۴ء میں جناب محمد بدیع الزماں صاحب کا مقالہ "اقبال کے کلام کی قرآنی تلمیحات کے اشاریے" کا مطالعہ کیا، طبیعت خوش ہو گئی، میں محمد بدیع الزماں صاحب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں اور ان کا شکریہ ادا کرتے ہوئے ان کی گذارش کرتا ہوں کہ آئندہ بھی اس قسم کے اہم موضوعات پر قلم اٹھائیں۔

ڈاکٹر کلثوم ابوالبشر صدر شعبہ فارسی و اردو کا مضمون "مشرقی بنگال (بنگلہ دیش) اور اردو ادب" بھی قابل ذکر ہے۔ نہایت ہی معلوماتی مضمون ہے۔ اس مقالہ کو

پڑھ کر میرے علم میں اضافہ ہوا۔ میں ان کا بھی شکر گذار ہوں۔

کیا ہی بہتر ہو کہ بوسینا، فلسطین اور افغانستان کی موجودہ صورت حال پر ایک مبسوط مقالہ تحریر کیا جائے۔ ان ممالک کے حالات پڑھ کر کلیجہ منھ کو آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ رحم فرمائیں، مسلمانوں کو سکون و راحت حاصل ہو، آمین۔

رسالوں کے خاص نمبرز پر تبصرے پڑھے۔ ہم جیسے دور افتادہ اشخاص کے لئے اس قسم کے تبصرے بہت ضروری ہیں۔ نئی کتب، نئے جرائد کا علم ہو جاتا ہے اور اس طرح ہم اپنی ذاتی لائبریری کیلئے اعلیٰ کتب و رسائل حاصل کر سکتے ہیں۔

عبدالوہاب خاں سلیم

مکتوب راجستھان

حمیدیہ لائبریری، اودی کلاں

۳۰ / اپریل ۹۴ء

مکرم و محترم جناب مولانا اصلاحی صاحب زادت معالیکم

مارچ کا شمارہ بہمارکو موصول ہوا تو حسب عادت بصیرت و بصارت افروز شذرات سے اخذ فیض کیا۔ پرسوں جے پور سے ایک کرم فرما ذمہ دار آفیسر کا خط آیا، جس میں انہوں نے مارچ کے شذرات پر بڑی پسندیدگی ظاہر کی ہے اور لکھا ہے کہ اسے بہت پسند کیا جا رہا ہے۔

اسی شمارہ میں مولانا (اصغر الاصغر المدنی) کا مقالہ پڑھا جس میں قطب العالم سید برہان الدین ابو محمد عبداللہ بخاری کا سال رحلت ۸۵۷ھ تحریر فرمایا ہے [۱۹۱] مگر مادۂ تاریخ "مطلع یوم الترویحہ" سے [۴۰۹ + ۵۶ + ۴۰۰] ۸۶۵ھ مستفاد ہوتا ہے یعنی آٹھ سال زائد چونکہ اہل تحقیق و ریسرچ اسکالرز معارف کی فائلوں سے استفادہ کرتے ہیں، اسلئے عرض ہے کہ مادہ ہائے تاریخ کی صحت دفتر میں تقطیع کرکے ملاحظہ فرمالیں

ادبیات

غزل

از جناب غلام محمد صاحب میکش ؔ درسوی ایڈوکیٹ

رہے گی زندگی اپنے لیے بارِ گراں کب تک
رہے گا چارہ گر کا منتظر دردِ نہاں کب تک

رہے گا ہمنشینو! باغباں نامہرباں کب تک
اسیرانِ قفس خاموش یہ منھ میں زباں کب تک

بنانا ہے ہمیں اس شاخ پر ہی آشیاں اپنا
جلاتا ہے نشیمن دیکھئے دورِ زماں کب تک

تعجب ہے ترے گلشن میں پتے روز جھڑتے ہیں
چلے گی اس طرح بے وقت یہ بادِ خزاں کب تک

کمربستہ ہو میدانِ عمل ہے منتظر تیرا
دعائیں مانگ کر دیکھے گا سوئے آسماں کب تک

اسی کا نام ہے کیا بس نظامِ گلشنِ ہستی
ہمیں اے باغباں یہ وعدۂ حفظِ اماں کب تک

غزل

از جناب مقصود احمد مقصود۔ بڑودہ

لگے جہاں میں جشنِ وفا ہے ترے غم کی دل میں چبھن رہے ⁂ یوں ہی شبِ غلد ہر ابھرا مری حسرتوں کا چمن رہے

شب و روز اکثر و بیشتر ترے ذکر سے رہے تر بہ تر ⁂ یہ زبانِ خشک بھی جب تلک بہ کنارِ کام و دہن رہے

یہ شعاعِ مہرِ غمِ جہاں جو ہو جاں گداز تو مہرباں ⁂ مرے سر پہ اس کڑی دھوپ میں تری یاد سایہ فگن رہے

ہو وفورِ شوق سے سینہ شق کہ ہو فات میری نفا کا حق ⁂ مرے اختیار میں جاں رہے نہ تو بس میں جسم و بدن رہے

میں ہوائے عنبر و مشک سے رکھوں پاک صحنِ خیال کو ⁂ جو رہِ حیات میں رو بہ رو تری قربتوں کا ختن رہے

یہی کلکِ دل کی ہے آرزو کہ بیانِ وصفِ حبیب میں
بہ نشہ احترام وفا سے یوں ہی محوِ مشقِ سخن رہے

مطبوعات جدیدہ

اُردو پر فارسی کے لسانی اثرات، تصرف کے آئینہ میں از ڈاکٹر عصمت جاوید، متوسط تقطیع، کاغذ، کتابت و طباعت بہتر، صفحات ۳۳۶، قیمت ۵، روپے، پتہ: ۲۷-۲-۲۲-۱، پھولن کباڑی پورہ، اورنگ آباد، مہاراشٹر۔

یہ قابل قدر کتاب دراصل فاضل مصنف کے اس تحقیقی مقالہ کی تلخیص ہے جس پر قریباً ۲۰ برس پہلے ان کو پی ایچ ڈی کی سند تفویض کی گئی تھی، اردو میں عربی، فارسی اور دوسری زبانوں کے دخیل الفاظ اور ان کی صوتی، صرفی اور معنوی تبدیلیوں کی تاریخ، علم لسانیات کا دلچسپ موضوع ہے، اس پر بہت لکھا جاچکا ہے، اس سلسلہ کی اہم تحریروں کا جائزہ لے کر فاضل مولف نے دکھایا ہے کہ اردو کی زبردست قوت تصرف اب مزید وسعت و تفصیل کی متقاضی ہے، انھوں نے محنت و کاوش اور دقت نظر سے پوری بحث کا احاطہ کرکے اشتقاقی اور تصریفی لاحقوں اور مشتقات و مرکبات کے فرق کو واضح کیا ہے اور الفاظ کی درجہ بندی کرکے ان کے معنوی تصرفات و تغیرات بیان کیے ہیں، اس سلسلہ میں اردو کے ہندوی مزاج کی خصوصیات واضح کرکے بتایا ہے کہ گو فارسی اسماء و صفات اس میں بکثرت رواج پاچکے ہیں تاہم جن الفاظ کا تعلق بنیادی اسماء، افعال اور شخصی ضمائر و حروف سے ہے وہ اردو میں بہت کم مروج ہیں، اس کے صرف بالائی ڈھانچہ کی تعمیر میں ایرانی مسالہ سے کام لیا گیا ہے، یہ بحث تحقیق سے لکھی گئی ہے اور دلچسپ ہے، کتاب کی یہ خصوصیت بھی ہے کہ اثنائے بحث میں اردو پر کیے جانے والے بعض اعتراضات کا

جواب بھی اس میں آگیا ہے، مثلاً اس پر فارسی زبان کے اثر کے سلسلہ میں بتایا ہے کہ یہ کسی سازش اور منظم تحریک کے بجائے مخصوص تہذیبی حالات کا نتیجہ ہے، جن اردو فارسی مرکبات کے آخر میں فارسی امر ترکیبی مستعمل ہیں جیسے داں، باز، پوش، بند، بردار، فروش اور گیر وغیرہ ان کو عام طور سے لاحقوں سے تعبیر کیا گیا ہے، فاضل محقق نے اس کو غلط قرار دیا ہے، ایک جگہ ایسے عربی اور فارسی الفاظ کی فہرست دی گئی ہے جن کا پہلا حرف مفتوح بتایا ہے لیکن اردو میں وہ عموماً بالکسر مستعمل ہیں، ان میں لفظ شہاب بھی ہے جو ان کے نزدیک اصل عربی میں بفتح اول ہے حالانکہ یہ عربی میں بالکسر ہی ہے اور قرآن مجید میں بھی بالکسر ہی آیا ہے۔ ادب و لسانیات سے دلچسپی رکھنے والوں کو اس کتاب کا ضرور مطالعہ کرنا چاہیے۔

الانصار از ڈاکٹر محمد اسمٰعیل آزاد فتحپوری، متوسط تقطیع، عمدہ کاغذ اور کتابت و طباعت، مجلد مع گردپوش، صفحات ۲۸۰، قیمت ۶۵ روپے، پتہ: ۱۳۰، مماجری، فتحپور یوپی۔

اردو میں نعت گوئی کے مبارک موضوع پر دو مفید کتابوں کے بعد اب لائق مولف نے آنحضورؐ کے بے مثال فدائیوں اور جاں نثاروں انصارؓ کے گروہ کی تاریخ، ان کے حسب و نسب اور مناقب و خصوصیات کو بیان کیا ہے، شعرائے انصارؓ کی نعت گوئی اور بعض ممتاز انصاری صحابیات کے واقعات بھی دلکش اور موثر پیرایہ میں نقل کیے گئے ہیں، مصنف نے اس کتاب کی تالیف کا محرک موجودہ دور میں ہندوستان کے انصاریوں کے متعلق بعض نامحمود باتوں کے رواج پانے، ان کے پیشہ نوربافی کے بارے میں حقارت کے تصور اور سماجی زندگی میں ان کے

استخفاف کے غیر دینی اور غیر انسانی معاملہ کو بتایا ہے، ان کے خیال میں لفظ جولاہہ کا تعلق قبیلہ خزرج کے جلاح کے خانوادہ سے ہے، جو عزم و شجاعت اور عزت نفس کے لیے مشہور تھا، چھٹی صدی ہجری تک یہ لفظ عزت و شرف کا مظہر تھا چنانچہ خاقانی نے اسی لفظ سے اپنی نسبت پر فخر کیا تھا، لیکن انصار سے دیرینہ عداوت کی وجہ سے سبائی طاقتوں نے ان کی تحقیر و تذلیل کی سازش کی اور آٹھویں صدی ہجری میں اس لفظ کا تعلق نسب کے بجائے پیشہ سے ہوگیا، بہتر ہوتا کہ اس خیال کی تائید و وضاحت مستند حوالوں سے اسی طرح کردی جاتی جس طرح لائق مولف نے غزوۂ بدر میں عتبہ و شیبہ کی مبارزت طلبی کے واقعہ کی غلط ترجمانی واضح کی ہے، اس کو بھی مدلل طور پر ثابت کرنے کی ضرورت تھی کہ کیا ہندوستان کی موجودہ انصاری برادری کا تعلق واقعتاً انصار مدینہ سے ہے۔ ایک جگہ نوربافی کے پیشہ کو اختیار کرنے کی وجہ سیاسی چپقلش سے گریز اور دوری بتائی گئی ہے، لیکن اس کی کوئی مضبوط دلیل پیش نہیں کی گئی ہے ص۸۵ پر ایک اقتباس، الفاظ کے معنوی تغیرات کے متعلق ہے وہ بھی بلا حوالہ ہے۔ ایک جگہ موروثوں کا لفظ غلط استعمال ہوا ہے، حضرت قیسؓ کی صفات میں ہوشیاری کے علاوہ چالاکی کا مذموم لفظ بھی لکھا ہے جو ایک صحابی کے شایان شان نہیں، المدینۃ خیر من المکہ میں نقل عبارت کی غلطی ظاہر ہے۔

انوار نظر از منشی نوبت رائے نظر، متوسط تقطیع، بہترین کاغذ اور کتابت و طباعت، مجلد مع گردپوش، صفحات ۲۷۲، قیمت ۱۹۰ روپے، پتہ: اترپردیش اردو اکاڈمی لکھنؤ۔ یوپی۔

منشی نوبت رائے نظر اردو کے مشہور ادیب اور ممتاز صحافی تھے، اہل نظر

ان کے رسالہ خدنگ نظر کے قدرشناس تھے، شعر گوئی میں بھی وہ بہت ممتاز تھے ۱۹۲۳ء میں ان کے انتقال کے بعد زمانہ کے اڈیٹر منشی دیا نرائن نگم نے ان کے مجموعۂ کلام کی ترتیب و اشاعت کے خیال سے اس پر ایک مبسوط مقدمہ لکھا جس میں انکے شعری محاسن کو اس خوبی سے روشن کیا کہ اس سے انوار نظر کی تجلیاں اور خیرہ کن ہوگئیں، مگر بعض حالات کے سبب یہ مجموعہ اور مقدمہ دونوں وقت کے غبار میں چھپے رہے اور چھپ نہ سکے، خوش قسمتی سے اردو اکیڈمی کے سابق سکریٹری جناب صباح الدین عمر مرحوم نے اسکے مسودہ کو حاصل کیا اور پھر بڑی نفاست اور سلیقہ سے مرتب کرکے اکاڈمی سے اس کو شایع کرایا مجموعہ میں غزلوں کے علاوہ قصیدے اور نظمیں بھی ہیں، ایک نظم جنوبی افریقہ کے ہندوستانیوں کے حالات پر ۱۹۰۹ء میں کہی گئی تھی، جناب نظر ایک پختہ مشق شاعر تھے، انکے شاعرانہ کمالات و خصوصیات کا بخوبی اندازہ اس مجموعہ کے مطالعہ ہی سے ہو سکتا ہے۔

نوائے فطرت از جناب محمد فضل الرحمٰن، متوسط تقطیع، کاغذ و کتابت و طباعت بہتر، مجلد مع گرد پوش، صفحات ۱۹۰، قیمت ۱۰ روپے، پتہ: آندھرا پردیش ساہتیہ اکیڈمی کلا بھون، سیف آباد، حیدرآباد ۴۰۰۰۰۵۔

زیر نظر مجموعہ اشعار شاعر کے متعدد شعری مجموعوں کا انتخاب ہے، ان میں طبع زاد نظموں کے علاوہ متعدد انگریزی نظموں کے منظوم ترجمے بھی شامل ہیں جن سے صاحب کلام کی شعر گوئی کی اچھی صلاحیت کا اندازہ ہوتا ہے، عصری ماحول کی صدائے بازگشت کے علاوہ نظموں میں عقل و فلسفہ کی وہی چنگاریاں ملتی ہیں جن سے شاعر مشرق علامہ اقبال کا کلام روشن ہے مثلاً ایک نظم کے یہ اشعار:

حسن جانِ زندگی ہے عشق ارمانِ حیات ساز ہستی حسن سوزِ عشق سامانِ حیات
حسن روحِ گلستاں ہے حسن باغِ بے خزاں عشق کے دم سے ہے دنیا میں بہار جاوداں

اور آدم و حوا اور فرشتہ و شیطان کے مکالموں پر مشتمل ایک طویل نظم "نیا انسان" ذہن کو ابلیس کی مجلس شوریٰ کی جانب منعطف کر دیتی ہے۔

ع۔ ص۔